﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

# الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 15 — جمعۃ المبارک 04/ اپریل 2008ء — 27/ ربیع الاول 1429 ہجری قمری ✿ 04/ شہادت 1387 ہجری شمسی — شمارہ 14

## دعا سے قرض کی ادائیگی

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد عبداللہؓ قرض چھوڑ کر جنگ اُحد میں شہید ہوگئے اور قرض اتارنے کے لئے کھجوروں کی کئی سال کی فصل بھی ناکافی تھی۔ رسول اللہ ﷺ میری درخواست پر تشریف لائے اور کھجوروں کے ڈھیروں کے گرد دعا کی اور آپ ؐ کی دعا کی برکت سے سارا قرض ادا ہوگیا اور کھجوریں بچ بھی گئیں۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب اذھمت طائفتان ۔ حدیث نمبر 3747)

✿✿✿✿✿✿✿✿✿

### ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

## چشمہ نجات ابدی کا وصالِ الٰہی ہے اور وہی نجات پاتا ہے کہ جو اس چشمہ سے زندگی کا پانی پیتا ہے۔ اور وہ وصال میسّر نہیں آسکتا جب تک کہ کامل معرفت اور کامل محبت اور کامل صدق اور کامل ایمان نہ ہو

’’ہمیشہ کی زندگی بجز خدا تعالیٰ کے کسی کا حق نہیں۔ وہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ پس انسانوں میں سے اسی انسان کو یہ جاودانی زندگی ملتی ہے جو غیروں کی محبت سے اپنا تعلق توڑ کر اور اپنی ذاتی محبت کے ساتھ خدا تعالیٰ میں فنا ہوکر ظلّی طور پر اس سے حیاتِ جاودانی کا حصّہ لیتا ہے۔ اور ایسے شخص کو مُردہ کہنا ناروا ہے کیونکہ وہ خدا میں ہوکر زندہ ہوگیا ہے۔ مُردے وہ لوگ ہیں جو خدا سے دُور رہ کر مر گئے۔ پس سخت کافر اور بے دین اور مشرک وہ لوگ ہیں جو بغیر پانے محبت ذاتی اور وصالِ الٰہی کے تمام ارواح کی نسبت اَنادی اور قدیم زندگی کے قائل ہیں۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ کسی چیز کی بجز خدا کے کوئی ہستی نہیں۔ محض خدا ہے جس کا نام ہست ہے۔ پھر اس کے زیرِ سایہ ہوکر اور اس کی محبت میں محو ہوکر واصلوں کی روحیں حقیقی زندگی پاتی ہیں۔ اور اس کے وصال کے بغیر زندگی حاصل نہیں ہوسکتی۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں کافروں کا نام مُردے رکھتا ہے اور دوزخیوں کی نسبت فرماتا ہے۔ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰ (طٰہٰ:75) یعنی جو شخص مجرم ہونے کی حالت میں اپنے رب کو ملے گا اُس کیلئے جہنّم ہے۔ نہ اس میں مرے گا نہ زندہ رہے گا۔ یعنی اس لئے نہیں مرے گا کہ دراصل وہ تعبّدِ ابدی کیلئے پیدا کیا گیا ہے لہٰذا اس کا وجود ضروری ہے۔ اور اس کو زندہ بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ حقیقی زندگی وصالِ الٰہی سے حاصل ہوتی ہے اور حقیقی زندگی عین نجات ہے اور وہ بجز عشقِ الٰہی اور وصالِ حضرتِ عزّت کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر غیر قوموں کو حقیقی زندگی کی فلاسفی معلوم ہوتی تو وہ کبھی دعویٰ نہ کرتے کہ تمام ارواح خودبخود قدیم سے اپنا وجود رکھتے ہیں اور حقیقی زندگی سے بہرہ ور ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ علوم آسمانی ہیں اور آسمان سے ہی نازل ہوتے ہیں اور آسمانی لوگ ہی ان کی حقیقت کو جانتے ہیں اور دنیا اُن سے بے خبر ہے۔

اب ہم پھر اصلی مضمون کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ چشمہ نجات ابدی کا وصالِ الٰہی ہے اور وہی نجات پاتا ہے کہ جو اس چشمہ سے زندگی کا پانی پیتا ہے۔ اور وہ وصال میسّر نہیں آسکتا جب تک کہ کامل معرفت اور کامل محبت اور کامل صدق اور کامل ایمان نہ ہو اور کمال معرفت کی پہلی نشانی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے علم کامل پر کوئی داغ نہ لگایا جائے۔ اور ابھی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ جو لوگ روحوں اور ذرّات اجسام کو اَنادی اور قدیم جانتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کو کامل طور پر عالم الغیب نہیں سمجھتے۔ اسی وجہ سے فلاسفہ ضالہ یُونان کے جو رُوحوں کو انادی اور قدیم سمجھتے تھے یہ عقیدہ رکھتے تھے جو خدا تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں کیونکہ جس حالت میں ارواح اور ذرّات عالم قدیم اور انادی اور خودبخود ہیں اور ان کے وجود خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو کوئی دلیل اس پر قائم نہیں ہوسکتی کہ ان کی دقیق در دقیق طاقتوں اور قوتوں اور پوشیدہ اسرار کا خدا کو علم ہو۔ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ علمِ کامل جو اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی چیزوں کے پوشیدہ حالات کی نسبت مع تمام کیفیات اور تفاصیل کے ہوسکتا ہے اس کے برابر ممکن نہیں کہ دوسری چیزوں کے پوشیدہ حالات بہ تمام وکمال معلوم ہوسکیں۔ بلکہ دوسرے علوم میں خطا اور غلطی کا احتمال رہ سکتا ہے۔ پس اس جگہ رُوحوں اور ذرّات کے انادی اور قدیم کہنے والوں کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ علم ارواح اور ذرّات جو خدا کی شان کے مناسب حال ہو یعنی جیسا کہ خدا کامل ہے وہ علم بھی کامل ہو، اس عقیدہ کی رو سے (جو روحوں اور ذرّات کو قدیم اور انادی جاننے کا عقیدہ ہے) اُن کے پرمیشر کو حاصل نہیں۔ اور اگر کوئی کہے کہ حاصل ہے تو یہ بارِ ثبوت اس کے ذمہ ہے کہ دلیل واضح سے اس کو ثابت کرے نہ محض دعویٰ سے۔ ظاہر ہے کہ جس حالت میں رُوحیں قدیم سے خودبخود اور اپنے وجود کی آپ خدا ہیں تو اس صورت میں گویا وہ تمام روحیں کسی علیحدہ محلّہ میں مستقل قبضہ کے ساتھ رہتی ہیں اور پرمیشر علیحدہ رہتا ہے کوئی تعلق درمیان نہیں۔ اور اس امر کی وجہ کچھ نہیں بتلا سکتے کہ تمام روحیں اور تمام ذرّات باوجود انادی اور قدیم اور خودبخود ہونے کے پرمیشر کے ماتحت کیونکر ہوگئیں۔ کیا کسی لڑائی اور جنگ کے بعد یہ صورت ظہور میں آئی یا خودبخود رُوحوں نے کچھ مصلحت سوچ کر اطاعت قبول کر لی۔ اور بموجب ان کے عقیدہ کے پرمیشر دیالو اور نیاکاری تو ضرور ہے مگر پھر بھی وہ نہ رحم کرتا ہے نہ انصاف کیونکہ وہ محض اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کیلئے مکتی یافتہ رُوحوں کو ہمیشہ کیلئے نجات نہیں دیتا۔ وجہ یہ کہ اگر ہمیشہ کیلئے روحوں کو نجات دے دے تو اس سے لازم آتا ہے کہ کسی وقت تمام روحیں نجات پاکر بار بار دنیا میں آنے سے فراغت پا جائیں اور پرمیشر کی یہ خواہش ہے کہ دنیا کا سلسلہ بھی جاری رہے تا اس کی حکومت کی رونق بنی رہے اس لئے وہ کسی روح کو ہمیشہ کی نجات دینا ہی نہیں چاہتا۔ بلکہ گو کوئی رُوح اوتار یا رِشی یا سدھ کے درجہ تک بھی پہنچ گئی ہو پھر بھی بار بار اس کو اواگون کے چکر میں ڈالتا ہے۔ مگر کیا ہم خداوند قادر اور کریم کی طرف ایسے صفات رذیلہ منسوب کر سکتے ہیں؟ کہ ہمیشہ وہ اپنے بندوں کو دکھ دے کر خوش ہوتا ہے مگر کبھی ابدی آرام ان کو دینا نہیں چاہتا۔ خدائے قدوس اور پاک کی نسبت اس قدر بُخل منسوب نہیں ہوسکتا۔ افسوس ایسے بُخل کی تعلیم عیسائیوں کی کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ جو شخص عیسیٰ کو خدا نہیں کہے گا وہ جاودانی جہنم میں پڑے گا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی۔ بلکہ وہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ کفار ایک مدّت دراز تک عذاب میں رہ کر آخر وہ خدا تعالیٰ کے رحم سے حصّہ لیں گے۔ جیسا کہ حدیث میں بھی ہے يَاْتِيْ عَلٰى جَهَنَّمَ زَمَانٌ لَيْسَ فِيْهَا اَحَدٌ وَ نَسِيْمُ الصَّبَا تُحَرِّكُ اَبْوَابَهَا۔ یعنی جہنم پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اس میں کوئی بھی نہیں ہوگا اور نسیم صبا اس کے کواڑ ہلائے گی۔ اسی کے مطابق قرآن شریف میں یہ آیت ہے۔ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ (ھود:108) یعنی دوزخی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے لیکن جب خدا چاہے گا تو ان کو دوزخ سے مخلصی دے گا کیونکہ تیرا رب جو چاہتا ہے کر سکتا ہے۔ یہ تعلیم خدا تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ کے مطابق ہے کیونکہ اس کی صفات جلالی بھی ہیں اور جمالی بھی اور وہی زخمی کرتا ہے اور وہی پھر مرہم لگاتا ہے (1) اور یہ بات نہایت نامعقول اور خدائے عزّ وجلّ کے صفاتِ کاملہ کے برخلاف ہے کہ دوزخ میں ڈالنے کے بعد ہمیشہ اس کے صفاتِ قہریہ ہی جلوہ گر ہوتی رہیں اور کبھی صفت رحم اور عفو کی جوش نہ مارے اور صفاتِ کرم اور رحم ہمیشہ کیلئے معطّل کی طرح رہیں۔ بلکہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مدت دراز تک جس کو انسانی کمزوری کے مناسب حال استعارہ کے رنگ میں ابد کے نام سے موسوم کیا گیا ہے دوزخی دوزخ میں رہیں گے۔ اور پھر صفت رحم اور کرم تجلّی فرمائے گی اور خدا اپنا ہاتھ دوزخ میں ڈالے گا اور جس قدر خدا کی مٹھی میں آجائیں گے سب دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ پس اس حدیث میں بھی آخر کار سب کی نجات (2) کی طرف اشارہ ہے کیونکہ خدا کی مٹھی خدا کی طرح غیر محدود ہے جس سے کوئی بھی باہر نہیں رہ سکتا‘‘۔

(1) یہ بات فی نفسہٖ غیر معقول ہے کہ انسان کو ایسی ابدی سزا دی جائے کہ جیسا کہ خدا ہمیشہ کیلئے ہے ایسا ہی خدا کی ابدیت کے موافق ہمیشہ دوزخی دوزخ میں رہیں۔ آخر ان کے قصوروں میں خدا کا بھی دخل ہے کیونکہ اسی نے ایسی قوتیں پیدا کیں جو کمزور تھیں۔ پس دوزخیوں کا حق ہے جو اس کمزوری سے فائدہ اٹھائیں جو ان کی فطرت کو خدا کی طرف سے ملی ہے۔ منہ

(2) نجات سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب لوگ ایک مرتبہ پر ہوجائیں گے۔ بلکہ جن لوگوں نے دنیا میں خدا کو اختیار کرلیا اور خدا کی محبت میں محو ہوگئے اور صراطِ مستقیم پر قائم ہوگئے ان کے خاص مراتب ہیں۔ دوسرے لوگ اس مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ منہ

(چشمۂ مسیحی روحانی خزائن جلد20 صفحہ365 تا 369 مطبوعہ لندن)

اداریہ

# مجرمانہ ارضی قیادت

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب بھی نوع انسانی ضلالت وگمراہی میں مبتلا ہوجاتی ہے، گناہوں کی کثرت، ظلم وستم اور قسما قسم کی بدیاں اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہیں تو وہ بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اپنے انبیاء کو مبعوث فرما کر ہدایت یافتہ آسمانی امامت کو قائم فرماتا ہے۔ پھر جو لوگ اس ہدایت یافتہ آسمانی امامت کو قبول کرتے ہیں وہ اپنے امام سے وابستگی کے نتیجہ میں اس کی دعاؤں اور روحانی توجہات کے فیض سے صلاحیت، نیکی اور تقویٰ کی راہوں میں آگے بڑھتے ہیں۔ ان کا دین بھی سنورنے لگتا ہے اور ان کی دنیا بھی اور وہ بتدریج ترقی اور کامیابی کی ارفع منازل کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

اس کے مقابل پر اس ہدایت یافتہ آسمانی امامت کے منکرین اور انبیاء علیہم السلام کے مکذبین فسق وفجور اور ظلم وستم میں آگے بڑھتے ہیں اور دین ودنیا ہر لحاظ سے ذلّت اور ادبار کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتے چلے جاتے ہیں۔ ہدایت یافتہ آسمانی امامت کے مقابل پر گروہ مکذبین کی بھی ایک ارضی قیادت ابھر کر سامنے آتی ہے۔ چونکہ ان کی ساری قوم ہی برائیوں میں ملوث اور جرائم پیشہ ہوتی ہے اس لئے ان کے قائدین، ان کے اکابرین بھی وہی قرار پاتے ہیں جو بدیوں اور برائیوں اور جرائم میں اور ہر طرح کے دجل وفریب اور مکاریوں میں ان سب پر فوقیت رکھتے ہوں۔ اور پھر ایسی گمراہ اور فاسق وفاجر اور مجرمانہ قیادت اپنے پیروکاروں سمیت تباہی و بربادی کے گڑھے میں جا گرتی ہے۔ قرآن مجید میں مذکور تاریخ انبیاء میں اس کی متعدد مثالیں محفوظ ہیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے تو فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ اب ایک طرف فرعون اپنے لشکروں کے ساتھ ان کے قریب پہنچا، دوسری طرف سامنے سمندر تھا۔ بنی اسرئیل گھبرا گئے اور کہا اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ۔ کہ ہم تو پکڑے گئے۔ اس وقت خدا کے نبی نے کہا ''کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْن'' (الشعراء:63) ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ میرا ربّ میرے ساتھ ہے وہ مجھے کامیابی کا راستہ دکھائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہدایت یافتہ آسمانی امامت سے وابستگی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ؑ اور ان کے ساتھیوں کو تو بچا لیا اور فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق کر دیا۔

سورۃ ھود کی آیات 97 تا 100 میں اللہ تعالیٰ نے مجرمانہ قیادت کی مثال کے طور پر فرعون کا خصوصیت سے ذکر فرمایا ہے۔ اور بتایا ہے کہ فرعون اور اس کے سرداروں نے ہدایت یافتہ آسمانی امامت اور اللہ تعالیٰ کے روشن نشانات کو جھٹلایا اور فرعون کے احکامات کی پیروی کی جو ہرگز رشد اور ہدایت پر مبنی نہیں تھے۔ چنانچہ نتیجہ یہ ہوگا کہ یَقْدُمُ قَوْمَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَوْرَدَھُمُ النَّارَ۔ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ۔ وَاُتْبِعُوْا فِیْ ھٰذِہٖ لَعْنَۃً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ (ھود:99 تا 100)۔ وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے چلے گا اور ان کو (دوزخ کی) آگ میں (جا) اتارے گا اور وہ (ان) کے اترنے کا گھاٹ بہت (ہی) برا ہے۔ اور اس دنیا میں (بھی) لعنت ان کے پیچھے لگا دی گئی ہے اور قیامت کے دن (بھی لگا دی جائے گی) یہ عطا جو (انہیں) دی جانے والی ہے بہت (ہی) بُری ہے۔

''عقلمند انسان تو اس چیز کی پیروی کرتا ہے جو اسے صحیح راستہ دکھائے اور اس کے لئے مفید ہو لیکن فرعون کی ہدایت اس کے برخلاف ہلاکت کی طرف لے جاتی تھی......یعنی بُرے آدمی کے پیچھے لگ کر انسان اس دنیا میں بھی ذلیل ہوتا ہے اور اگلے جہان میں بھی''۔ (از تفسیر کبیر حضرت مصلح موعودؓ زیر تفسیر آیت سورۃ ھود 99تا 100)

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے واقعات صرف ماضی میں ہی نہیں ہوئے بلکہ آئندہ بھی ہوں گے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے ہدایت یافتہ آسمانی امامت (الامام المھدی) کا انکار کیا اور اس کی تکذیب پر اصرار کیا۔ وہ اور ان کی قیادت ایسی ہی مجرمانہ قیادت ثابت ہوئی جس نے انہیں دن بدن بد سے بدتر حالت کی طرف دھکیلا۔

اہل حدیث کے ہفت روزہ ''تنظیم'' 5 ستمبر 1969ء میں لکھا ہے کہ کسی نے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب سے پوچھا کہ ''یا حضرت! مولوی ہو کر لوگ جوتے چُراتے پھرتے ہیں، دھینگا مشتی پر اتر آتے ہیں۔ یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں ایسا کیوں ہوتا ہے؟'' اس پر تھانوی صاحب نے فرمایا: ''میاں! مولوی چور نہیں بنتا، چور مولوی بن جاتا ہے''۔ (ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور 5ستمبر1969ء)

جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی کتاب ''ارشادات اکابر'' کے صفحہ 211 پر تحریر ہے کہ:

''حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے مریدین سے فرمانے لگے تم کہاں میرے پیچھے لگ گئے ہو۔ میرا حال تو اس پیر جیسا ہے جو حقیقت میں ایک ڈاکو تھا۔ اس ڈاکو نے جب یہ دیکھا کہ لوگ بڑی عقیدت اور محبت کے ساتھ پِیروں کے پاس جاتے ہیں، ان کے پاس ہدیے تحفے لے جاتے ہیں، ان کے ہاتھ چومتے ہیں۔ یہ تو اچھا پیشہ ہے۔ میں خواہ مخواہ راتوں کو جاگ کر ڈاکے ڈالتا ہوں۔ پکڑے جانے اور جیل میں بند ہونے کا خطرہ الگ ہوتا ہے۔ مشقت اور تکلیف علیحدہ ہوتی ہے۔ اس سے اچھا یہ ہے کہ میں پِیر بن کر بیٹھ جاؤں۔ لوگ میرے پاس آئیں گے...... میرے ہاتھ چومیں گے...... میرے پاس ہدیے تحفے لائیں گے۔ چنانچہ یہ سوچ کر اس نے ڈاکہ ڈالنا چھوڑ دیا اور ایک خانقاہ بنا کر بیٹھ گیا......''۔ (ارشادات اکابر صفحہ 211)۔

جس قوم کی مذہبی قیادت ایسے افراد پر مشتمل ہو اس قوم کی اخلاقی، مذہبی اور روحانی ابتری کا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔ جب کسی قوم کے مولوی چور بن جائیں یا جیسا کہ تھانوی صاحب نے کہا اور رشید گنگوہی صاحب نے اعتراف کیا چور اور ڈاکو مولوی یا پِیر بن جائیں، ہر دو صورتوں میں اس قوم کا بدانجام کو پہنچنا ایک اٹل حقیقت ہے۔

سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے منکرین و مکذبین جنہیں ان کے بداعمال خوبصورت کر کے دکھائے جاتے ہیں جب ان کی پکڑ کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کے لیڈروں کو، اس کے اکابر کو مجرم بنا دیتا ہے۔ ان کی لیڈرشپ خواہ وہ مذہبی لیڈرشپ ہو یا سیاسی، سماجی قیادت ہو یا اقتصادی، نیچے سے لے کر اوپر تک ہر سطح کی قیادت کرپٹ اور بدعنوان اور خائن اور راشی ہو جاتی ہے۔ ہر قسم کے جرائم پیشہ لوگ اور وہ جو معروف طور پر بدمعاش اور فاسق و فاجر اور پکے مجرم ہوتے ہیں وہ ان کے لیڈر اور ان کے اکابر بنا دیئے جاتے ہیں۔ جو جتنا بڑا فاسق و فاجر اور ظالم اور غاصب اور بدعنوان ہو وہ ان کے ہاں اتنا ہی معزز ہوتا ہے۔ ان کے ہاں عزت وتکریم کا معیار تقویٰ اللہ نہیں ہوتا بلکہ ان کے ہاں یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون کتنا شاطر، کتنا عیّار اور مکّار ہے۔

قرآن کریم نے سورۃ الانعام آیت 126 میں اس کا ذکر ''اَکَابِرَ مُجْرِمِیْھَا'' کی خوبصورت ترکیب میں نہایت جامعیت سے فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَۃٍ اَکٰبِرَ مُجْرِمِیْھَا لِیَمْکُرُوْا فِیْھَا۔ وَمَایَمْکُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِھِمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ (الانعام:124) یعنی اس طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے مجرموں کو اس کے اکابر بنا دیا تاکہ وہ اس میں (نبیوں اور ان کے متبعین کے خلاف) سازشیں اور منصوبے بنائیں (لیکن درحقیقت) وہ اپنے نفسوں کے خلاف ہی تدبیریں کرتے ہیں اور وہ سمجھتے نہیں۔

ماضی میں بھی اور آج کے دور میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء کے مکفرین و مکذبین کی ارضی قیادت خواہ وہ مذہبی قیادت ہو یا سیاسی قیادت ہمیشہ ایسے ہی افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ وہ راہبروں کے لباس میں راہزن ہوتے ہیں۔ ان کے مکروفریب، ان کی چالبازیاں، ان کی سازشیں، ان کی پالیسیاں ہمیشہ ان کے خلاف پڑتی ہیں۔ اور قوم دن بدن بد سے بدتر حال کی طرف لوٹتی چلی جاتی ہے۔

اخبار زمیندار لاہور 14 اگست 1915ء میں لکھتا ہے:

''جب فضائے آسمانی میں کسی قوم کی دھجیاں اُڑانے کے دن آتے ہیں تو اُس (قوم) کے اعیان واکابر سے نیکی کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ اور اس کے صاحب اثر ونفوذ افراد کی بداعمالیوں کو اس کی تباہی کا کام سونپ دیا جاتا ہے اور یہ خود اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ مسلمانانِ ہند کی شامتِ اعمال نے مدتہائے مدید سے جھوٹے پِیروں اور جاہل مولویوں اور ریاکار زاہدوں کی صورت اختیار کر رکھی ہے جنہیں نہ خدا کا خوف ہے نہ رسول ﷺ کا پاس، نہ شرع کی شرم نہ عرف کا لحاظ۔ یہ ذی اثر وبااقتدار طبقہ جس نے اپنے دامِ تزویر میں لاکھوں انسانوں کو پھنسا رکھا ہے اسلام کے نام پر ایسی ایسی گھناؤنی حرکتوں کا مرتکب ہوتا ہے کہ ابلیس لعین کی پیشانی بھی عرقِ انفعال سے تر ہو جاتی ہے''۔

اسی اخبار نے 5 اپریل 1929ء کی اشاعت میں لکھا ہے:

''میرا شمار خود مولویوں کی جماعت میں ہے اس لئے ان کی حقیقت سے خُوب واقف ہوں۔ میں پوری جرأت سے مسلمانوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ملاّؤں کو ایک منٹ بھر بھی مہلت نہ دیں اور اپنی سیاست اور اپنے دین دونوں دائروں میں سے ایک لخت خارج کر دیں کیونکہ نہ وہ سیاست سے واقف ہیں نہ ہی مذہب کی حقیقت سے آگاہ ہیں۔ وہ صرف فریب اور دجل کے ماہر ہیں اور اپنی ذاتی اغراض کے بندے ہیں۔ وہ راہبر نہیں راہزن ہیں''۔

پس عامّۃ المسلمین کے لئے لازم ہے کہ اگر وہ سلامتی کے خواہاں ہیں تو مجرمانہ قیادت کے چنگل سے نکلیں اور اس ہدایت یافتہ آسمانی امامت کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں جسے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا میں قائم فرمایا ہے۔ یعنی اس امام مہدی، امام ربانی، امام الزمان مسیح موعود کو قبول کریں جسے خدا نے احیاء اسلام کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ بصورت دیگر مجرموں پر مشتمل ان کی ارضی قیادت انہیں بہت بُرے انجام تک لے جانے والی ہے۔

(نصیر احمد قمر)

## خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی شکرانہ فنڈ

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ 2008ء میں جماعت خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کو عالمگیر سطح پر منانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نے اس مبارک موقع پر شکرانہ کے طور پر دس لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ کی رقم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کرنے کی تجویز دی تھی جسے حضور ایدہ اللہ نے منظور فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کو خلافت کی عظیم الشان نعمت کا بھرپور احساس ہے۔ احباب کی یاد دہانی کے لئے تحریر ہے کہ وہ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی اس شکرانہ فنڈ میں دلی محبت اور خلوص کے ساتھ حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کی برکات سے دائمی حصہ عطا فرمائے اور ہمیں اپنے شکر گزار بندوں میں شامل فرمائے۔

# خلافت اسلامیہ

تحریر فرمودہ: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی ؓ)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب ؓ جب اخبار الفضل کے ایڈیٹر تھے تو اس وقت بہت سے مضامین خود تحریر فرمایا کرتے تھے۔ پیسہ اخبار نے جب سردار والا گوہر صاحب پنشنر ڈسٹرکٹ جج لدھیانہ کا ایک مضمون خلافت عثمانیہ کے بارے میں شائع کیا تو آپ نے اس مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے اس پر ایک تبصرہ تحریر کرتے ہوئے خلافت اسلامیہ کی حقیقت ان الفاظ میں بیان فرمائی:۔

"ہم عصر پیسہ اخبار نے اپنی ایک پچھلی اشاعت میں سردار والا گوہر صاحب پنشنر ڈسٹرکٹ جج لدھیانہ کا ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں اُنہوں نے خلافتِ عثمانیہ پر نہایت عمدگی اور خوبی کے ساتھ بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ موجود خلافت قطعاً اسلامی خلافت کہلانے کی مستحق نہیں ہے کیونکہ اس میں تمام ان امور کی پابندی نہیں کی جاتی جو اسلامی خلافت کے لئے ضروری ہیں اور پارلیمنٹ کے وجود سے اس شیرازۂ قومی کو بالکل بکھیر دیا گیا ہے جو اسلام نے خلافت کے رشتہ میں باندھ دیا تھا۔ انہوں نے دنیاوی نقطہ نظر سے بھی اس بات کو ثابت کیا ہے کہ ایک ایسے ملک میں جس میں یہودی اور مسیحی کثرت سے آباد ہوں پارلیمنٹ کبھی مسلمانوں کو راس نہیں آسکتی کیونکہ پارلیمنٹ تو باشندوں کے قائم مقاموں کا مجموعہ ہوتی ہے اگر پورے طور سے اس میں باشندوں کو نیابت دی گئی تو حکومت بجائے مسلمانوں کے مسیحیوں کے قبضہ میں چلی جائے گی۔ خصوصاً جب کہ ان کی پشت پر بہت سی مسیحی حکومتیں ہیں جو ان کے قول کی تائید کے لئے ہر وقت آمادہ و تیار رہیں گی۔

دنیاوی پہلو سے بہت زیادہ اہم مذہبی پہلو ہے اور اس پہلو کو بھی انہوں نے جس خوبی سے نباہا ہے اِس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ مشورہ قرآن شریف سے ثابت ہے اور پارلیمنٹ بھی مشیروں کی ایک مجلس ہے پھر اس کو کیوں مخالف ہدایت اسلامی کہا جائے۔ اس اعتراض کا جواب میں یہ دوں گا کہ مجلس شوریٰ جس کا اشارہ قرآن شریف میں ہے ہرگز پارلیمنٹ کے درجہ میں ذی اختیار نہیں...... بلکہ ان کا صرف یہ کام ہوتا ہے کہ مُہماتِ مُلکی میں اپنا مشورہ اُولِی الْاَمْر کے سامنے پیش کریں اگر اُولِی الْاَمْر نے مان لیا بہتر ورنہ حکم اُولِی الْاَمْر اس پر غالب رہتا ہے۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ پارلیمنٹ تو خود ہی صاحبِ حکم بن جاتی ہے۔ مسلمانوں میں کبھی اس قسم کی پارلیمنٹ جاری نہیں ہوئی۔ البتہ خلیفہ بمشورہ قوم منتخب ہوا کرتا تھا مگر بعد انتخاب کے جب تک وہ مسندِ حکومت پر رہتا تھا اس کا حکم سب پر واجب التعمیل ہوا کرتا تھا۔ خدا نے مسلمانوں کو مشورہ کا حکم دیا ہے نہ پارلیمنٹ کا۔ یہ مسلمانوں پر غلط الزام ہے کہ اُنہوں نے پارلیمنٹ کا عنصر ڈالا ہے۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اب دوسری دلیل سنو جو یہ ہے کہ خدا نے اپنے حکم کی فرمانبرداری کا ارشاد کیا اور رسول کے حکم کی اور پھر تیسرے درجہ میں اُولِی الْاَمْر کے۔ اس حکم کی آیت سے اُولِی الْاَمْر کا وجود ضرور ہے کہ مسلمانوں میں موجود ہو اور وہ شخص خاص ہونا چاہئے۔ بعض اشخاص جو اس آیت سے علمائے وقت مراد لیتے ہیں وہ میرے خیال میں صحیح نہیں ہے۔ کیا معنی کہ ایک ہی زمانہ میں بہت سے عالم صاحبِ اجتہاد ہوتے ہیں اور ہر ایک کا اجتہاد جداگانہ۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ شخص مطیع ایک ہی وقت میں جداگانہ اجتہادوں کی تعمیل کر سکے۔ تعمیل تو اُس حکم کی ہو سکتی ہے جس میں اختلاف نہ ہو کیونکہ رعایا پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تک حکمِ خدا و رسول کی مخالفت نہ ہو اُولِی الْاَمْر کا حکم دل و جان سے قبول کرکے تعمیل کریں۔

پھر آگے چل کر کیا سچا فقرہ لکھتے ہیں کہ:

**"یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں کیونکہ یہ خود ہی مُجرم ہیں"۔**

ہم سردار والا گوہر صاحب کی تحریر کے ساتھ بالکل متفق ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام نے خلافت کا حکم دیا ہے اور جس کے ماتحت رہنے کی کل مسلمانوں کو تاکید کی ہے وہ ایسی خلافت نہیں ہے جیسے کہ آجکل کے بادشاہوں کی حکومت ہے کہ گو بظاہر وہ بادشاہ کہلاتے ہیں لیکن دراصل کسی معاملہ میں آزادی سے رائے نہیں دے سکتے اور رعایا کی نسبت بھی ان کے حقوق کم ہوتے ہیں کیونکہ رعایا کسی حکم کے خلاف اپنی آواز اُٹھا سکتی ہے لیکن موجودہ بادشاہوں کو اتنا اختیار بھی نہیں دیا گیا۔ اسلامی خلافت ایک شاندار چیز ہے جسے چھوڑ کر مسلمان کبھی سکھ نہیں پا سکتے۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ خلیفہ کا مقابلہ کرکے مسلمانوں پر ایسی نحوست طاری ہوگئی ہے کہ ان کی دعائیں تک اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ لیکن ہم اس بات کے ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ وہ خلافتِ عثمانیہ کی مخالفت کا نتیجہ ہے بلکہ خدا کے مقرر کردہ خلیفۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی جانشین کی مخالفت کے سبب مسلمانوں پر یہ عذاب نازل ہوا ہے اور اُس وقت تک وہ ان مصائب سے نہیں چھوٹیں گے جب تک اس کی اطاعت کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ خدا کا منشاء ہے کہ وہ اس خلیفہ کی معرفت دنیا پر اسلام کو غالب کرے لیکن لوہے کے ہتھیاروں اور توپ کے گولوں کے ساتھ نہیں بلکہ نصرتِ الٰہی اور دعاؤں کے ساتھ۔ جس خدا نے پہلے دشمن کی تلوار کا جواب تلوار سے دینے کا حکم دیا ہے اب اس خدا نے اسلام کے دشمنوں کا جواب دلائلِ صحیحہ اور براہینِ قاطعہ سے دینے کا حکم دیا ہے۔ چونکہ اسلامی خلافت پر آجکل بہت زور سے بحث ہوتی ہے اور بعض لوگ قرآن وحدیث سے لوگوں کو مغالطہ میں ڈال رہے ہیں اس لئے میں اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اگلے پرچہ میں اِس مضمون پر کچھ لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ۔ لیکن سردار صاحب کو اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ آسمانی خلافت کی موجودگی میں وہ کیوں ایک وہمی خلافت کی تیاری کا مشورہ دیتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اس بات کو قبول کریں جسے خدا نے پسند کیا ہے"۔

(الفضل 9/جولائی 1913ء)

"پچھلے پرچہ سردار والا گوہر صاحب کے مضمون کا خلاصہ دینے اور اس پر مناسب ریمارک کرنے کے بعد ہم نے وعدہ کیا تھا کہ اگلے ہفتہ انشاء اللہ خلافت اسلامیہ کے متعلق اپنی تحقیقات لکھیں گے۔ سو الحمدللہ کہ آج اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کے پورا کرنے کا موقع دیا۔

## دنیا میں ایک حاکم اور اُس کے ماتحت حُکّام کے سوا گزارہ نہیں

انسان تو آزادی پسند ہے اگر سوائے بادشاہ کے گزارہ ہو سکتا تو یہ ضرور اس طرح رہنا چاہتا لیکن حاکم کا سایہ سر سے اُٹھا اور فساد ہونے شروع ہوئے۔ کوئی کسی کو قتل کرتا ہے، کوئی کسی کا مال لُوٹ لیتا ہے، کوئی کسی کی جائداد پر قابض ہو جاتا ہے، کوئی کسی کو اپنا خادم اور غلام بنا لیتا ہے، کوئی کسی کی عزت آبرو کو غارت کرنے کی کوشش کرتا ہے غرضیکہ ہر ممکن سے ممکن طریقہ سے ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے اور اپنی دولت، جائداد، عزت اور اختیار کو زیادہ کرنا چاہتا ہے اس لئے ایک ایسے حاکم کی ضرورت پیش آتی ہے جو صاحبِ اختیار ہو اور مظلوم کی حمایت کرے اور ظالم کی خبر لے اور حقدار کو اُس کا حق دلائے۔ لوگوں نے اپنی اپنی سمجھ اور فہم کے مطابق مختلف قسم کے حکام تجویز کئے ہیں۔ کہیں تو ایسا کیا گیا ہے کہ ایک شخص کو کچھ مدت کے لئے اختیار دیئے جاتے ہیں وہ اس عرصہ میں انتظام کو قائم رکھتا ہے۔ اس عرصہ کے ختم ہونے پر اس کی بجائے کوئی اور شخص مقرر ہو جاتا ہے۔ کہیں ایک حاکم کی بجائے ایک جماعت مقرر کی جاتی ہے جو آپس کے مشورہ سے امور متعلقہ انتظام کا فیصلہ کرتی ہے۔ کہیں ایک آدمی بادشاہ مقرر ہوتا ہے اور نَسْلًا بَعْدَ نَسْلٍ وہ خاندان حکومت کرتا چلا جاتا ہے اور ان کے معاملات میں کوئی شخص مشورہ دینے کا استحقاق نہیں رکھتا۔ کہیں بادشاہ اور مجلس مشیراں ایسے رنگ کی ہوتی ہے کہ بادشاہ صرف برائے نام ہوتا ہے اور اصل کام سب پارلیمنٹ کرتی ہے۔

اسلام نے ان تدابیر کے خلاف ایک حاکمِ اعلیٰ تجویز کیا ہے جو تین طرح مقرر ہوتا ہے۔ یا اسے خود اللہ تعالیٰ مقرر فرماتا ہے جیسے آدم، نوح و ابراہیم اور موسیٰ و داؤد وہمارے رسول اللہ خاتم النّبیین رسول ربّ العالمین صَلَوٰۃُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کو۔ اور یا پہلا حاکم اُسے مقرر کرتا ہے یا مدبّرین حکومت اُسے منتخب کرتے ہیں۔ ان سب حکام کو حکم ہے مناسب لوگوں سے امورِ مملکت میں مشورہ طلب کیا کریں۔ یہ بلکہ خود حضرت نبی کریم ﷺ کو بھی قرآن کریم میں ارشاد ہے: وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔

(سورۃ آل عمران آیت 160)

یہ حاکم اپنی وفات تک اپنے عہدہ پر قائم رہتا ہے اور انسانوں کا اختیار نہیں کہ اُسے الگ کر سکیں کیونکہ اس کا انتخاب خدا کا یا اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ کا انتخاب قرار دیا گیا ہے اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خلیفہ ہم بناتے ہیں۔

## اسلامی خلیفہ کا طرزِ حکومت

اس زمانہ میں جب کہ پارلیمنٹوں کا زور ہے اور لبرٹی لبرٹی کے آوازے کسے جا رہے ہیں، آزادی کی چیخ و پکار زوروں پر ہے، حریت کی صدائیں اُفقِ عالم میں گونج رہی ہیں۔ مسلمانوں میں بھی اس مسئلہ پر بحث شروع ہوگئی ہے کہ خلافتِ اسلامیہ کیا چیز ہے۔ اور اکثر فدائیانِ یورپ اور شیدائیانِ تہذیبِ جدید اسلام میں بھی پارلیمنٹ کا وجود دکھانے میں کوشاں ہیں اور آیات و احادیث اور خلفائے راشدین کے عمل سے اپنے اقوال کے ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ گو میرے خیال میں اس کی کچھ ضرورت نہیں تھی اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ نازنینِ یورپ کا میلانِ طبع اس قسم کی حکومت کی طرف ہے اس لئے محبانِ صادق کا یہی فرض ہے کہ اس کی ہاں میں ہاں ملائیں اور اس رنگ میں رنگین ہوں جس سے ان کا مطلوب مزین ہے۔ جو لوگ اس طرزِ حکومت کی تائید اپنی عقل اور فہم سے کرتے تھے ان پر اتنا افسوس نہیں جتنا ان لوگوں پر جو پارلیمنٹ میں حکومت کو اپنی اصلی صورت میں یا بہ تغیر خفیف اسلام کے سر تھوپنا چاہتے ہیں۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۗ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ (البقرۃ:80)

چونکہ یہ فتنہ بڑھتا جاتا ہے اور عام طور پر لوگوں کو دھوکا دیا جاتا ہے اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ مختصر طور پر اسلامی خلافت پر اپنی تحقیق یہاں بیان کروں۔

## قرآن شریف سے بیانِ خلافت

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خوشخبری دی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی طرح اُن میں سے بھی خلفاء بنائے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۗ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۗ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (سورۃ النور:56)

اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے تم میں سے مؤمنوں کو اور نیک عمل کرنے والوں کو کہ انہیں زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ اسی طرح جس طرح ان سے پہلی قوموں کو خلیفہ بنا دیا اور ان کا وہ دین جسے خدا نے ان کے لئے پسند کیا ہے قائم کر دے گا اور ان کے خوفوں کو امن سے بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے کسی کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اُس کے بعد کفر کرے گا تو ایسے لوگ بدعمل ہو جائیں گے۔

اس آیت سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک

تو یہ کہ اسلام میں خلفاء ہوں گے۔ دینی و دُنیوی دونوں قسم کے۔ ان کے مشرب وطریق کو خدا تعالیٰ دنیا میں پھیلائے گا۔ ان کی حفاظت کرے گا۔ ان کے منکر گنہگار ہوں گے اور ان کے انکار کی وجہ سے ان کے دل ایسے سیاہ ہوجائیں گے کہ وہ بدکار ہو جائیں گے۔

## حدیث میں خلافت کا ذکر

جس طرح قرآن شریف میں خلافت کا ذکر ہے اسی طرح احادیث سے بھی مسئلہ خلافت ثابت ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے حضرت ابوبکر اور عبدالرحمٰن کو بُلا کر لکھوا دوں۔ (مسلم کتاب فضائل الصحابة رضی اللّٰہ عنهم باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ)

(یعنی خلافت) اسی طرح رسول کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپؐ نے حضرت عثمان سے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تجھے ایک کُرتہ پہنائے گا (قمیص خلافت) اور لوگ تجھ سے وہ چھیننا چاہیں گے تو اُتاریو نہیں۔

(ابن ماجه کتاب السنة باب فی فضائل اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ)

پھر آپ کی ایک رؤیا بھی ہے کہ ابوبکرؓ نے ایک دو ڈول کھینچے اور عمرؓ نے جب کھینچا تو چولہ بن گیا۔

(بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم باب قول النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لوکنت متخذا خلیلا)

اور ایک رؤیا ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ پہلے خلافت حضرت ابوبکر کے ہاتھوں میں جائے گی، پھر حضرت عمر کے اور حضرت عمر اس کا انتظام خوب عمدگی کے ساتھ کریں گے۔ (ابن ماجه کتاب السنة باب فی فضائل اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ)

ان سب حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے خود خلافت کا فیصلہ کر دیا تھا اور حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، علی رضی اللہ عنہم کی خلافت پیشگوئیوں کے ماتحت اور اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت تھی۔

## خلافتِ اسلامیہ کا دستورُ العمل

جب کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق اور رسول کریم ﷺ کے ارشاد کے ماتحت خلافت اسلامیہ قائم ہوئی ہے اور خود صحابہؓ کا دستورُ العمل فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (انعام:91)۔ (ابن ماجه کتاب السنة باب فی فضائل اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ) کے حکم سے قرآن شریف نے ہمارے لئے واجب الاطاعت قرار دیا ہے تو پھر کسی مسلمان کو کوئی حق نہیں کہ اس دستورُ العمل کے خلاف کوئی اور راہ نکالے اور اگر کوئی دوسری راہ نکالے گا تو کبھی کامیاب نہ ہوگا بلکہ خائب و خاسر ہی رہے گا۔ برکت اس طریقِ خلافت میں ہے جس پر خلفائے راشدین کے زمانہ میں عمل ہوتا رہا یعنی ایک خلیفہ ہو۔

اگر پارلیمنٹ اسلام میں ہوتی تو اللہ تعالیٰ ایک پارلیمنٹ کی خبر دیتا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بجائے حضرت ابوبکر کی خلافت کے ایک پارلیمنٹ قائم کرتے اور بجائے حضرت عثمان کو خلافت پر قائم رہنے کی نصیحت کرنے کے خلافت سے دستبردار ہونے کی صلاح دیتے۔

## عزمِ خلفاء

خلافت کیا چیز ہے؟ دنیا کی روحانی اور جسمانی اصلاح کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی نیابت کرنی۔ اور جس طرح رسول کریم ﷺ لوگوں کی جسمانی اور روحانی اصلاح کی طرف متوجہ رہتے تھے خلیفہ کا فرض ہے کہ مخلوقِ خدا کا نگران رہے۔ ہاں بعض دفعہ خلافتِ روحانی علٰی حدّہٖ بھی قائم ہو جاتی ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے وہی ارشاد دوسرے خلفاء کے لئے بہ حیثیت خلیفہ ہونے کے واجب العمل ہوگا۔ وہ حکم یہ ہے کہ: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ۔ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔ (سورة آل عمران آیت 160)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تُو ان لوگوں کے لئے نرم ہو گیا ہے ورنہ اگر تُو لوگوں کو پراگندہ کر دینے والا سخت دل ہوتا تو لوگ تیرے پاس سے متفرق ہو جاتے پس تُو ان کی غلطیوں کو معاف کیا کر اور خدا سے دعا مانگا کر کہ وہ ان کے گناہوں کو معاف کرے اور حکومت کے بارہ میں ان سے مشورہ کر لیا کر۔ پھر جب مشورہ کے بعد تُو ایک بات کا پختہ ارادہ کر لے تو خدا پر توکّل کر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پر توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کے لئے سرگروہانِ قوم سے بلکہ بعض دفعہ ساری قوم سے مشورہ کرنے کا حکم ہے اور اس کا فرض ہے کہ کُل اہم مسائل میں لوگوں سے مشورہ کر لیا کرے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان مشوروں پر کاربند بھی ضرور ہو بلکہ مشورہ کے بعد جو فیصلہ اُس کا دل کرے اُس پر کاربند ہو اور خدا پر توکل کر کے اسے جاری کر دے۔

احادیث وآثار سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ یہ حکم اصل میں خلفاء کیلئے ہیں۔ چنانچہ حسن بصری کا قول ہے کہ یہ حکم اس لئے نازل ہوا کہ لوگوں کے لئے سنت ہو جائے اور آئندہ خلفاء اس پر عمل کریں۔ امام سیوطی نے رسول کریم ﷺ سے روایت کی ہے اَمَّا اَنَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَيَغْنِيَانِ عَنْهَا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ جَعَلَهَا رَحْمَةً لِاُمَّتِيْ فَمَنِ اسْتَشَارَ مِنْ اُمَّتِيْ لَمْ يَعْدَمْ رُشْدًا وَمَنْ تَرَكَهَا لَمْ يَعْدَمْ غَيًّا۔

(تفسیر درمنثور جلد2صفحه59مطبوعه بیروت 1990ء)

اچھی طرح سن لو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس مشورہ سے غنی ہیں لیکن خدا نے میری اُمت پر رحم کر کے یہ حکم دیا ہے۔ پس جس نے میری اُمت میں سے مشورہ کیا ہدایت سے بے بہرہ نہ ہوگا اور جس نے مشورہ نہ کیا ہلاکت میں پڑ جائے گا۔

اس آیت اور احادیث وآثار سے یہ بات صاف ثابت ہے کہ اسلامی خلافت اسی کا نام ہے کہ ایک خلیفہ ہو جو عمر بھر کے لئے مقرر کیا جائے اور اسی کے ساتھ ایک مشیروں کی جماعت ہو جس سے وہ مشورہ کرے۔ لیکن وہ اُن کے مشوروں پر کاربند ہونے کے لئے مجبور نہ ہوگا بلکہ جب وہ مشورہ کے بعد ایک رائے پر پختہ ہو جائے تو خواہ کثرتِ رائے اس کے موافق ہو یا مخالف توکّل علی اللہ کر کے اس کام کو شروع کر دے۔

## خلفاء کا دستورُ العمل

قرآن و حدیث سے اس مسئلہ کے متعلق اپنی تحقیق بیان کرنے کے بعد اب میں خلفاء کا دستورُ العمل بیان کرتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ بعض لوگوں نے واقعات کو اس طرح موڑ توڑ کر بیان کیا ہے کہ جس سے عوام کو دھوکا ہو جاوے۔ حتی کہ ایک بہت بڑے مؤرخ نے زمانہ حال میں ایک خلیفہ کی سوانح عمری میں بالالتزام اس بات کا خیال رکھا ہے کہ کس طرح نوجوان پارٹی کو خوش کرے اور اسلام میں پارلیمنٹ ثابت کرے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (البقرة 157)۔ اس مؤرخ نے بھی اور چند دیگر مدعیانِ حریت نے بھی چند واقعات یاد کئے ہوئے ہیں کہ جنہیں وہ ہر موقع پر پیش کر دیتے ہیں کہ ان سے ثابت ہوتا ہے اسلام میں خلیفہ کی حیثیت صرف ایک پریذیڈنٹ کی تھی اور جس طرح فرانس و امریکہ کے پریذیڈنٹ ہیں اسی طرح وہ بھی ہوا کرتے تھے اور مشورۂ عوام پر چلنے پر مجبور تھے۔ ہم اس بات سے قطعاً انکار نہیں کرتے کہ مشورہ لینے کا خلفاء کو ضرور حکم ہے اور وہ ایسا کرتے بھی تھے لیکن اس مشورہ کا پابند بنانے کے لئے انہیں کوئی حکم نہیں ملا اور قرآن و حدیث سے کہیں ثابت نہیں بلکہ خلفاء کا عمل اس کے خلاف ثابت ہے اور کئی ایسے امور ہوئے ہیں کہ جن کے متعلق خلفاء نے مشورہ تو لیا لیکن اس پر کاربند نہ ہوئے۔ اور یہ کچھ ضروری نہیں کہ ایسے سب معاملات تاریخ نے محفوظ ہی رکھے ہوں بلکہ چند ایک اہم واقعات محفوظ رکھے باقی حوادثِ زمانہ میں مٹ گئے۔

## جیشِ اُسامہ کا واقعہ

ایک عظیم الشان واقعہ جس میں حضرت ابوبکرؓ نے کثرت رائے کی مخالفت کی ہے جیشِ اسامہ کا واقعہ ہے۔ قریباً سب انصار اور بہت سے مہاجرین (جیسا کہ احادیث وتواریخ سے ثابت ہے) اسامہ کے سردارِ لشکر مقرر ہونے پر معترض تھے لیکن حضرت ابوبکرؓ نے کسی کا ایک اعتراض نہیں سُنا اور انہیں کو مقرر کیا۔ اسی طرح اس لشکر کے بھیجنے کے متعلق بھی صحابہؓ کو اعتراض تھا مگر آپ نے کچھ پرواہ نہ کی اور یہ کہہ کر ڈانٹ دیا کہ جس لشکر کو رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیا ہے میں اُسے کبھی نہیں روکوں گا۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحه51 مطبوعه لاہور 1892ء)

چنانچہ اشہر المشاہیر میں لکھا ہے کہ آپ نے لوگوں کے اس مشورہ کے جواب میں فرمایا کہ اگر مجھے اس بات کا بھی یقین ہو جائے کہ دشمن مجھ پر درندوں کی طرح حملہ کریں گے تب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے لشکر جہاں آپ نے بھیجا ہے ضرور بھیجوں گا۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحه51 مطبوعه لاہور 1892ء)

## مرتدین سے جنگ

دوسرا عظیم الشان واقعہ مرتدین سے جنگ ہے۔ رسول کریم ﷺ کے بعد جب عرب کی اقوام باغی ہو گئیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ صحابہؓ نے اعتراض کیا جس کے سرگروہ حضرت عمرؓ تھے۔ لیکن آپ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! جب تک وہ لوگ تمام زکوٰۃ حتی کہ ایک اونٹ کے باندھنے کی رسّی بھی جو رسول کریم ﷺ کو دیتے تھے ادا نہ کریں گے میں ان سے جنگ کروں گا۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحه51 مطبوعه لاہور 1892ء)

چنانچہ صحابہؓ کو سرِ تسلیم خم کرنا پڑا اور جنگ ہوئی۔

ایسی مثالیں دے کر جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ یا حضرت ابوبکرؓ نے شوریٰ کے مشورہ پر عمل کیا یہ ثابت کرنا کہ اس سے خلیفہ پر اطاعتِ شوریٰ لازمی ہے غلط ہے بلکہ دیکھنا تو یہ ہے کہ جن موقعوں پر خلیفہ اور مجلس شوریٰ میں اختلاف ہوتا کیا کِیا جاتا تھا۔ آیا اس کی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ باوجود اس کے کہ ایک امر خلیفہ کی خواہش کے خلاف تھا اور وہ اس پر مُصر تھا شوریٰ نے کچھ اور کر دیا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو تب جا کر ایسے لوگوں کے دعاوی ثابت ہوتے ہیں ورنہ نہیں مگر مذکورہ بالا مثالوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایسا نہیں تھا ایسے اوقات میں خلیفہ وقت کی ہی رائے پر عمل کیا جاتا تھا۔

## عوام کا مشورہ اور رائے

عوام سے مشورہ طلب کرنا بھی بہت ضروری ہے اور خدا تعالیٰ کا حکم ہے بلکہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ جو خلیفہ مشورہ نہیں لیتا وہ خلیفہ ہی نہیں لیکن یہاں بھی سوال وہی ہے کہ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔

## بعض حریت کی مثالیں

بعض لوگ خلفائے اسلامیہ کے زمانہ کی حریت ثابت کرنے کے لئے اِس واقعہ کو بار بار دُہرایا کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری بات سنو۔ اس پر ایک شخص نے اُٹھ کر صاف کہہ دیا کہ ہم تب تک نہیں سنیں گے جب تک یہ نہ بتاؤ کہ یہ کُرتہ تم نے کیونکر بنایا ہے جو حصہ تمہیں ملا تھا اس سے تو یہ کُرتہ تیار نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ نے اس کی تسلی کی کہ میرے بیٹے نے اپنے حصہ کا کپڑا مجھے دے دیا تھا اس سے مل کر یہ کُرتہ تیار ہوا۔ جس پر معترض نے اپنا اعتراض واپس لیا اور حضرت عمرؓ نے اپنا خطبہ سنایا۔

اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو خلیفہ سے محاسبہ کرنے کا حق تھا اور جب تک وہ جواب باثواب نہ دے اس کی اطاعت فرض نہ سمجھی جاتی تھی لیکن میرے خیال میں یہ لوگ بہت دور چلے گئے ہیں انہیں ایسی مثالیں ڈھونڈنے کے لئے دور جانے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر اس قسم کے واقعات سے حریت ثابت ہوتی ہے تو یہ حُریت رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں بھی ایک خاص گروہ میں پائی جاتی تھی۔ چنانچہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ بنونضیر کو جب قتل کا حکم ہوا تو عبداللہ بن ابی بن سلول نے رسول کریم ﷺ کے گلے میں پٹکا ڈال دیا اور کہا جب تک اِنہیں چھوڑو گے نہیں میں آپ کو نہ چھوڑوں گا۔ جس پر آپ نے آخر ان کو چھوڑ دیا۔

اسی طرح ایک دفعہ رسول کریم ﷺ نے کچھ مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ ایک شخص نے آپ پر اعتراض کیا اور کہا کہ آپ نے انصاف نہیں کیا جس کا جواب آپ نے یہ دیا کہ میں نے انصاف نہیں کیا تو اور کون کرے گا۔

(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام)

اب اگر اِسی کا نام حُریت ہے تو ان منافقین کو بھی حُر اور خدامِ قومی کا خطاب دینا پڑے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتوحات کی کثرت کی وجہ سے حدیث العہد مسلمان کثرت سے ہو گئے تھے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

# خطبہ جمعہ

## اگر ہر گناہ پر اس دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ عذاب نازل فرمانا شروع کردے یا جب سے دُنیا بنی ہے عذاب نازل کرتا رہتا تو اب تک نسل انسانی ختم ہو چکی ہوتی

اللہ تعالیٰ کی صفت حلیم کا تقاضا ہے کہ وہ بندوں کی طرح فوری طور پر غصہ میں نہیں آتا جب تک اچھی طرح اتمام حجت نہ ہو جائے۔

**اللہ تعالیٰ حلیم ہے، درگزر کرتا ہے لیکن جب اس کی چکّی چلتی ہے تو اس دنیا میں بھی حد سے بڑھے ہوؤں کو خائب و خاسر کر دیتی ہے اور اگلے جہان میں بھی۔**

پس وہ خدا جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے جو فوری بدلے نہیں لیتا اور بخشنے والا بھی ہے اس کی طرف جھکو اور اپنی حدود کے اندر رہو۔

قرآن کریم کی آیات، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی صفت حلیم کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 14/مارچ 2008ء بمطابق 14/امان 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت حلیم ہے جس کے معنی (اگر وہ خدا تعالیٰ کے لئے استعمال کی جائے تو) یہ ہیں کہ رحم کرنے والی ہستی، معاف کرنے والا، درگزر کرنے والا یعنی نافرمانی کی صورت میں نافرمانوں پر فوری طور پر غضب نازل نہیں کرتا۔ نافرمانی اسے بے چین نہیں کرتی۔ پھر پردہ پوشی کرنے والا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں کئی صفات کے معنی آ گئے ہیں۔ رحیم بھی ہے۔ غفور بھی ہے۔ ستّار بھی ہے لیکن جب انسان اصرار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کو توڑنا شروع کر دیتا ہے تو پھر اگر وہ چاہے تو اس کی وہ صفات کام کرنا شروع کر دیتی ہیں جن میں پکڑ اور سزا بھی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مختلف جگہوں پر اس بات کا ذکر فرمایا ہے کہ ہم پکڑ میں جلدی نہیں کرتے ۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ پکڑ میں جلدی کرنے لگ جائے تو انسان جو گناہوں کا پُتلا ہے، ہر گناہ اور جرم پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آ کر سزا پانے والا بن جائے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ میں بڑے گناہ کرنے والوں کو بھی ڈھیل دیتا ہوں حتیٰ کہ کفار، اور انبیاء کو جو لوگ دکھ اور تکلیف دینے والے ہیں ان کو بھی چُھوٹ دیتا ہوں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے: وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ (سورۃ النحل:63) اور اگر اللہ انسانوں کا ان کے ظلم کی بنا پر مؤاخذہ کرتا تو اس زمین پر کوئی جاندار باقی نہ چھوڑتا لیکن وہ انہیں ایک طے شدہ میعاد تک مہلت دیتا ہے۔ پس جب ان کی میعاد آ پہنچے تو نہ وہ اس سے ایک لمحہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ تو یہ ہے جواب ان لوگوں کو جو خدا کو نہ ماننے والے ہیں، جو انبیاء سے استہزاء کا سلوک کرنے والے ہیں، جن کو دنیا کی چکا چوند نے بالکل اندھا کر دیا ہوا ہے کہ اللہ غلط کام کرنے والوں کو اور اپنے پیاروں کے ساتھ استہزاء کرنے والوں کو ضرور پکڑتا ہے۔ اس لئے یہ نہ سمجھو کہ تمہیں اگر کبھی اللہ تعالیٰ نے نہیں پکڑا یا ابھی تک اللہ تعالیٰ کی پکڑ نہیں آئی تو نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کے نبی غلط ہیں یا خدا تعالیٰ کا کوئی وجود نہیں ہے۔

آج کل جو کارٹون بنانے والے ہیں یا جو آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم سے استہزاء کرنے والے ہیں ان کا جواب بھی اس آیت میں آ گیا ہے کہ کیوں انہیں کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے۔ یہ کھلی چھٹی نہیں ہے بلکہ یہ ڈھیل اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنا ایک قانون بنایا ہوا ہے۔ اس کی صفت حلیم ہے جو اُن کو بچا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت حلیم کا تقاضا ہے کہ وہ بندوں کی طرح فوری طور پر اشتعال میں نہیں آتا، غصے میں نہیں آتا جب تک کہ اچھی طرح اتمام حجت نہ ہو جائے۔ اس لئے یہ نہ سمجھو کہ اس ڈھیل کا ملنا، یا تمہیں فوری سزا نہ ملنا اس بات کا ثبوت ہے کہ تم حق پر ہو۔ یا اسلام یا قرآن حقیقت میں اس قابل ہی ہیں کہ ان کو اگر برا بھلا بھی کہہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ یا یہ نہ سمجھو کہ تمہیں سزا کا نہ ملنا خدا تعالیٰ کے عدم وجود پر دلالت کرتا ہے۔ اگر یہی دلیل ہے کہ فوری پکڑ نہ ہو تو یا وہ دین سچا نہیں ہے یا خدا تعالیٰ کا وجود نہیں ہے تو پھر بہت سی دنیاوی برائیاں ہیں جن میں مجرم فوری طور پر پکڑتے نہیں جاتے۔ بعض جرموں کا پتہ لگنے پر حکومتی ادارے ان پر نظر رکھتے ہیں لیکن فوری پکڑتے نہیں۔ تو ان جرموں پر اس طرح پکڑے نہ جانے کا یہ مطلب نہیں نکلتا کہ وہ جرائم، جرائم نہیں رہے۔ حکومتیں بھی ایک حد تک ڈھیل دیتی ہیں اور نظر رکھتی ہیں اور پھر قانون حرکت میں آ جاتا ہے۔ تو پھر جو حاکم اعلیٰ ہے اور جس نے اپنی ایک صفت حلیم بتائی ہے اُس سے کیوں توقع رکھی جاتی ہے کہ فوری پکڑے اور اگر نہ پکڑے گا تو اس کا مطلب ہے کہ یہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے یا خدا تعالیٰ کا کوئی وجود نہیں ہے۔

دنیاوی قانون میں تو پکڑے جانے اور سزا کے بعد اس شخص تک ہی بات محدود رہتی ہے جس کو پکڑا گیا ہو یا سزا دی گئی ہو یا زیادہ سے زیادہ اس کے فوری زیر پرورش لوگ بیوی بچے، بہن بھائی، ماں باپ متاثر ہوتے ہیں۔ اور اگر کسی کو کسی جرم میں پھانسی پر لٹکا دیا جائے تو نسل چلتی رہتی ہے

یا کم از کم انسانیت کی نسل چلتی رہتی ہے، اس خاندان کی نسل چلتی رہتی ہے؟ اس معاشرے میں نسل چلتی رہتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر میں نسل انسانی کے جرموں پر انہیں پکڑنا شروع کر دوں اور فوری پکڑنے لگوں تو نسلِ انسانی ہی ختم ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کی ڈھیل کے قانون کے بغیر تو نسلِ انسانی چل ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ دنیا گناہوں سے بھری پڑی ہے اگر یہ ہو کہ ہر گناہ پر اس دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ عذاب نازل فرمانا شروع کر دے یا جب سے دنیا بنی ہے عذاب نازل کرتا رہتا تو اب تک نسل انسانی ختم ہو چکی ہوتی۔ یہ ٹھیک ہے کہ نیک لوگ بھی دنیا میں ہیں لیکن اگر دیکھا جائے تو اول تو بہت کم ایسے نظر آئیں گے جو سو فیصد ہر نیکی کو بجالانے والے ہیں جن سے کبھی گناہ سرزد ہی نہ ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ تو کسی بھی جرم کی سزا میں پکڑ سکتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ ان نیک لوگوں کے آباء و اجداد بھی نیک ہی تھے۔ اگر وہ اسی وقت پکڑے جاتے تو یہ نسل ہی نہ آتی۔ یہ نیک نسل آگے چل ہی نہیں سکتی تھی اور ہوتے ہوتے آگے پھر نسل ختم ہی ہو جاتی۔ پس اگر اللہ تعالیٰ ہر گناہ کی فوری سزا اور پکڑ اور عذاب شروع کر دے تو نسل انسانی کا خاتمہ ہو جائے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بہت سوں کو اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں بھی سزا دیتا ہے۔ لیکن جب شیطان نے کہا تھا کہ میں انسانوں کو ورغلانے کے لئے ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کے دائیں سے بھی اور ان کے بائیں سے بھی آؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں ان سب کو پھر جہنم سے بھر دوں گا جو تیری اتباع کرنے والے ہیں۔ گو بعض لوگوں کو ان کے اعمال اس دنیا میں ہی جہنم کا نمونہ دکھا دیتے ہیں لیکن یہ جہنم کا دور مرنے کے بعد ان کی سزا سے شروع ہوگا۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہ جو جزا سزا کا دن رکھا ہے یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ فوری طور پر یہاں نہیں پکڑتا بلکہ آگے جا کے پکڑے گا۔ اگلے جہان جا کر جزا سزا کا فیصلہ ہوگا۔ اس لئے آخرت پر یقین نہ رکھنے والے یہ نہ سمجھیں کہ اس دنیا میں اگر پکڑ نہیں ہے تو اگلے جہان میں بھی ہمارے ساتھ کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوگی کیونکہ ہمارا کفارہ ادا ہوا ہے یا خدا کا کوئی وجود ہی نہیں ہے جو ہمیں سزا دے۔ کاش کہ اللہ تعالیٰ کی چھوٹ سے غلط مطلب نکالنے کی بجائے یا خدا کو نہ سمجھنے والے اس حقیقت کو سمجھیں کہ خدا ہے اور اس کی طرف جھکنے والے بنیں۔

پھر اس آیت میں خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر ہر گناہ پر اس دنیا میں گرفت شروع ہو جائے تو اس زمین پر مَیں پھر کوئی جاندار بھی باقی نہ چھوڑتا اور جاندار کا نہ چھوڑنا، کیا مقصد ہے؟ یہ اس لئے کہ اس رحمان خدا نے انسان کی بقائے زندگی کے لئے اس دنیا میں پہلے زندگی پیدا کی ہے۔ اس لئے کہ جو خدا تعالیٰ کی باقی مخلوق ہے اس کی زندگی بھی انسان کی زندگی کے لئے ضروری ہے بلکہ انسان کی پیدائش سے پہلے ہی دوسری مخلوق اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دی تھی۔ پہلے دوسری زندگی شروع ہوئی تھی۔ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی خدمت پر لگا دیا اور اس کے لئے مسخّر کر دیا۔ پس اگر انسان کی زندگی کا سزا دے کر خاتمہ کرنا تھا تو اس مخلوق کو ہی ختم کر دیتا جو انسان کی بقا کے لئے تھی اور انسان ایک عذاب میں مبتلا ہو کر ختم ہو جاتا۔ کیونکہ بقایا زندگی کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی۔ یا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب کسی عذاب سے انسانیت ہی کو ختم کرنا تھا تو پھر اس کی بقا کے جو سامان مہیا فرمائے ان کا بھی خاتمہ کر دیتا۔ کیونکہ جب انسان ہی نہیں رہا تو ان چیزوں کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ پس اللہ تعالیٰ کے فوری طور پر کسی جرم میں نہ پکڑنے کی بڑی حکمت ہے۔ جس طرح نیک لوگوں میں سے بد پیدا ہو جاتے ہیں یا ہو سکتے ہیں اسی طرح بدوں میں سے نیک بھی پیدا ہوتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی اس صفت حلیم کو خوب سمجھا ہے تبھی تو طائف کے سفر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بدقماش قوم کو ختم کرنے کے لئے کہنے پر آپؐ نے اس حلیم کا پرتَو بنتے ہوئے عرض کی کہ اے اللہ! میں امید کرتا ہوں کہ ان کی نسل میں سے تیری عبادت کرنے والے پیدا ہوں گے۔ اور تجھ سے دعا بھی کرتا ہوں اور تو میری اس دعا کو قبول کر۔ اور پھر اس قوم میں سے دنیا نے دیکھا کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے پیدا ہوئے۔ وہ جو آپؐ کی جان لینا چاہتے تھے، ان کی زندگی کا مقصد ہی یہ تھا کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی جان لیں۔ وہی آپؐ پر اپنی جانیں نثار کرنے والے بن گئے۔ پس اللہ تعالیٰ کی ڈھیل میں بڑی حکمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں ان کا حساب نہیں لوں گا بلکہ مؤاخذہ میں ڈھیل ہے۔ اور فرمایا جب مؤاخذہ کا وقت آئے گا تو پھر اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے جو حد سے بڑھ جاتے ہیں فرماتا ہے کہ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۔ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا۔

(سورۃ الفاطر:46) اور اگر اللہ لوگوں کا اس کے نتیجہ میں مؤاخذہ کرتا جو انہوں نے کمایا تو اس (زمین) کی پشت پر کوئی چلنے پھرنے والا جاندار باقی نہ چھوڑتا لیکن وہ ان کو (آخری) مدت تک مہلت دیتا ہے۔ پس جب ان کی (مقررہ) مدت آ جائے گی تو (خوب کھل جائے گا کہ) یقیناً اللہ اپنے بندوں پر گہری نظر رکھنے والا ہے۔

اس آیت سے کچھ پہلے اسی سورۃ فاطر میں اللہ تعالیٰ اپنے حلیم ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۔ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ۔ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۔ (سورۃ الفاطر:42) کہ یقیناً اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ وہ ٹل سکیں اور اگر وہ دونوں (ایک دفعہ) ٹل گئے تو اس کے بعد کوئی نہیں جو پھر انہیں تھام سکے۔ یقیناً وہ بہت بُردبار اور بہت بخشنے والا ہے۔

اس آیت کا مقصد ہے کہ وہ لوگ جو ایمان لانے والے نہیں وہ اپنی مذموم حرکتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے یقیناً قابل ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ جو رحم کرنے والا ہے، بردبار ہے، بخشنے والا ہے اس نے تمہیں بچایا ہوا ہے اور ڈھیل دیتا ہے کہ ابھی بھی وقت ہے کہ اپنی حالتوں کو بدلو۔ اس رویّے کو بدلو جو آنحضرت ﷺ کے خلاف تم نے اپنایا ہوا ہے۔ اپنی اصلاح کر لو ورنہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا حساب لینا شروع کر دے اور فوری سزا شروع کر دے تو چند لمحوں میں تمہیں ختم کر سکتا ہے۔ اور زمین و آسمان کو اس نے روک رکھا ہے۔ اگر وہ ٹل جائیں تو پھر قیامت کا نمونہ ہوگا۔ پس وہ خدا جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے جو فوری بدلے نہیں لیتا اور بخشنے والا بھی ہے اس کی طرف جھکو اور اپنی حدود کے اندر رہو۔

یہ جو پہلی آیت مَیں نے پڑھی تھی (سورۃ الفاطر:46 مراد ہے۔ ناقل) اور ترتیب کے لحاظ سے وہ آخری آیت ہے۔ اس میں بھی اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ اگر تمہاری ان حرکتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فوری مؤاخذہ کرتا تو نہ کوئی جنگلی جانور باقی رہتا، نہ کوئی گھریلو جانور باقی رہتا، نہ کوئی پرندہ باقی رہتا۔ یعنی پھر یہاں دوبارہ اس بات کا اظہار فرمایا کہ تمہاری زندگی کی بقا جن زندگیوں سے وابستہ ہے اگر صرف انہی کا خاتمہ اللہ تعالیٰ کر دے تو تمہاری زندگی اذیت ناک ہو جائے گی اور اسی عذاب میں مبتلا ہو کر ختم ہو جاؤ گے۔ پس کس بات پر اِتراتے پھرتے ہو اور تکبر کرتے ہو۔

پس اللہ تعالیٰ نے جو یہ عارضی ڈھیل دی ہے اس سے سبق سیکھو۔ یہ مستقل سزا بھی بن سکتی ہے۔ اب یہاں مرغیوں کی بیماریاں آئیں مثلاً برڈ فلو ہے، دنیا میں بڑا پھیلا۔ اس نے کئی ملکوں کے لوگوں کو پریشان کر دیا۔ یہ تو ہلکے ہلکے جھٹکے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتے ہیں۔ لیکن سب سمجھتے نہیں۔ سمجھتے وہی ہیں جو سمجھنے والے ہیں۔ ایک زمانے میں گائیوں کی بیماری نے ان کو پریشان کر دیا تھا۔ اگر غور کریں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ جو ہر چیز پر قادر ہے ایک وقت میں ہی دنیا کے ان تمام جانوروں میں کسی قسم کی بیماری پیدا کر دے تو دنیا اسی سے عذاب میں مبتلا ہو جائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ وہ ایک آخری مدت تک مہلت دیتا ہے اور جب وہ مدت آ جائے اور انسان اپنے رویوں میں تبدیلی نہ کرے، خدا کے کاموں میں ہاتھ ڈالنے سے باز نہ آئے، اس کی رَکھ میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو پھر مزید ڈھیل نہیں ہوتی۔ پھر صفت حلیم کی بجائے دوسری صفات اپنا کام کرنا شروع کر دیتی ہیں۔

اس آیت میں بھی اور دوسری آیات میں بھی دَابَّـہ کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کا ترجمہ ہے جاندار یا جانور۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ زمین کے کیڑے، پس یہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ


Earlsfield Properties

*We will manage your property at 0% commission*

*Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years*

*Free management Service*

*Guaranteed vacant possession*

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ایسے لوگ جو خدا تعالیٰ کے اور اس کے نبیوں کے مقابلے پر کھڑے ہوتے ہیں وہ دنیا کے کیڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی کہ اگر یہ لوگ اپنی اصلاح نہیں کرتے تو جس طرح کیڑوں کو مسلنے میں کوئی عار نہیں ہے ان کو بھی اسی طرح ختم کر دے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون کے مطابق ایک مدت تک مہلت دی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اور ہر دیندار کی نظر میں یہ لوگ بے حقیقت ہیں۔ ذلیل کیڑے سے زیادہ ان لوگوں کی کوئی حیثیت نہیں جو خدا کے مقابلے پر کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ تو چند مثالیں ہیں جو میں نے پیش کیں، ان لوگوں کی جو استہزاء میں بڑھے ہوتے ہیں اور خاص طور پر اسلام اور آنحضرت ﷺ کو نشانہ بناتے ہیں اور زبانِ حال سے یہ کہتے ہیں کہ اسلام کا اگر کوئی خدا ہے تو سامنے آ کر ہم سے بدلہ کیوں نہیں لیتا۔ تو اللہ تعالیٰ حلیم ہے درگزر کرتا ہے لیکن جب اس کی چکّی چلتی ہے تو اس دنیا میں بھی حد سے بڑھے ہوؤں کو خائب و خاسر کر دیتی ہے اور اگلے جہان میں بھی۔

قرآن کریم کی ان آیات میں ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف استہزاء اور بدزبانی اور بدگوئی سے باز نہیں آتے کہ اللہ کی چھوٹ سے غلط فائدہ نہ اٹھاؤ۔ اس کتاب کو ماننے والے، قرآن کریم کو ماننے والے جو لوگ ہیں ان پر تو اور بھی زیادہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس پر غور کر کے غلط استہزاء اور الزام تراشی سے باز آئیں۔ اگر اللہ تعالیٰ پکڑ نہیں رہا تو یہ نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعوذ باللہ جھوٹے ہونے کی دلیل ہے نہ تم لوگوں کے سچے ہونے کی دلیل ہے۔ پس مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے ان پر بھی بڑی آفات آ رہی ہیں، ان پر بھی غور کریں۔

یہاں میں احمدیوں کو بھی ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ بعض جلد باز سمجھتے نہیں اور فکر میں رہتے ہیں کہ حالات بدلتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ فرمایا ہر کام کے لئے ایک اجل مسمّٰی ہے اور عذاب کے لئے تو خاص طور پر اس نے اجل مسمّٰی کا ذکر کیا ہے۔ جب وہ آئے گی تو نہ (کوئی) اس سے ایک قدم آگے جائے گا نہ پیچھے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنی تمام صفات کا اظہار کرتا ہے اور بوقتِ ضرورت کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی وعدہ ہے کہ آپ کی جماعت کا غلبہ ہوگا اور انشاء اللہ ضرور ہوگا۔ بعض احمدی بعض الہامات پر خوش فہمی میں وقت کا تعین شروع کر دیتے ہیں۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا ہے کہ وہ وقت نہیں بتاؤں گا۔ پس اگر حضرت مسیح موعودؑ کو وقت نہیں بتایا گیا تو میں آپ کون ہیں جن کو وقت کا پتہ لگ جائے؟ اگر وقت کا پتہ لگ جائے تو بَغْتَۃً کیا ہوا؟ تو ہمارا کام دعائیں کئے جانا ہے اور وقت کا انتظار کرنا ہے۔ قوموں کی زندگی میں چند سال کوئی لمبا عرصہ نہیں ہوا کرتا۔ تمام مخالفتوں کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی جو ترقی ہے وہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ چاہے کسی کی ظاہری دشمنی کی کوششیں ہوں یا چھپی ہوئی دشمنی کی کوششیں ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتیں اور نہ کبھی بگاڑ سکیں اور جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے سے آگے ہی بڑھ رہی ہے اور انشاء اللہ بڑھتی ہی چلی جائے گی۔ ہمارا کام یہ ہے کہ اپنے اعمال کی طرف توجہ دیں۔ اور یہ بڑی اہم بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو پاک صاف رکھے اور ہمارے سے وہ اعمال کروائے جو اس کی رضا کے حصول کے اعمال ہوں۔ اگر ہم نے اپنے عملوں کو، اپنے دلوں کو غلط کاموں سے پاک صاف رکھا تو بعید نہیں کہ جلد وہ غلبہ عطا ہوا اور وہ نظارے ہمیں نظر آئیں جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔

پس ہمیں اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ غفور بھی ہے اور حلیم بھی ہے ہمارے کسی عمل کی وجہ سے ہمارا مؤاخذہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یُؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ (سورۃ البقرۃ:226) یعنی تمہارا مؤاخذہ کرے گا جو تمہارے دل کماتے ہیں اور پھر آگے فرمایا کہ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ اللہ بہت بخشنے والا اور بردبار ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''انسان کے دل کے تخیلات جو بے اختیار اٹھتے رہتے ہیں اس کو گنہگار نہیں کرتے بلکہ عنداللہ مجرم ٹھہر جانے کی تین ہی قسم ہیں۔ (1) اول یہ کہ زبان پر ناپاک کلمے جو دین اور راستی اور انصاف کے برخلاف ہوں جاری ہوں۔ (2) دوسرے یہ کہ جوارح یعنی ظاہری اعضاء سے نافرمانی کی حرکات صادر ہوں۔ (3) تیسرے یہ کہ دل جو نافرمانی پر عزیمت کرے یعنی پختہ ارادہ کرے کہ فلاں فعل بضرور کروں گا۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ (سورۃ البقرۃ:226) یعنی جن گناہوں کو دل اپنی عزیمت سے حاصل کرے ان گناہوں کا مؤاخذہ ہوگا مگر مجرد خطرات پر مؤاخذہ نہیں ہوگا کہ وہ انسانی فطرت کے قبضہ میں نہیں ہیں۔ خدائے رحیم ہمیں اُن خیالات پر نہیں پکڑتا جو ہمارے اختیار سے باہر ہیں۔ ہاں اس وقت پکڑتا ہے کہ جب ہم ان خیالات کی زبان سے، یا ہاتھ سے یا دل کی عزیمت سے پیروی کریں بلکہ بعض وقت ہم ان خیالات سے ثواب حاصل کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے صرف قرآن کریم میں ہاتھ پیر کے گناہوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ کان اور آنکھ اور دل کے گناہوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ وہ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل:37) یعنی کان اور آنکھ اور دل جو ہیں ان سب سے باز پرس کی جائے گی۔ اب دیکھو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کان اور آنکھ کے گناہ کا ذکر کیا ایسا ہی دل کے گناہ کا بھی ذکر کیا مگر دل کا گناہ خطرات اور خیالات نہیں ہیں کیونکہ وہ تو دل کے بس میں نہیں ہیں بلکہ دل کا گناہ پختہ ارادہ کر لینا ہے۔ صرف ایسے خیالات جو انسان کے اپنے اختیار میں نہیں گناہ میں داخل نہیں۔ ہاں اس وقت داخل ہو جائیں گے جب ان پر عزیمت کرے اور ان کے ارتکاب کا ارادہ کر لیوے۔ ایسا ہی اللہ جلّ شانہٗ اندرونی گناہوں کے بارے میں ایک اور جگہ فرماتا ہے قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔ (سورۃ الاعراف:34) یعنی خدا نے ظاہری اور اندرونی گناہ دونوں حرام کر دیئے ہیں''۔

(نور القرآن نمبر2۔ روحانی خزائن جلد9 صفحہ427تا428 مطبوعہ لندن)

پس اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں ان سے فیض حاصل کرنے کے لئے ہمیں اپنے جائزے لیتے رہنے کی بھی ضرورت ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے نظارے کرتے رہنے والے بنیں اور اس کے لئے تین باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے، جن سے ظاہری طور پر ایک مومن نیکیاں بجالانے والا ہوتا ہے اور دل بھی پاک رہتا ہے۔

آپ نے پہلی بات یہ بتائی کہ کوئی ایسی بات کبھی کسی کے خاص طور پر احمدی کے منہ سے نہ نکلے جو سچائی اور انصاف کا گلا گھونٹنے والی ہو۔ جس سچائی پر قائم رہنے کا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس سے کبھی دور جانے والے نہ ہوں۔ اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے کا خدا تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے اس کو کبھی بھولنے والے نہ ہوں۔ انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے بارے میں فرمایا کہ اپنوں کے خلاف بھی اگر تمہیں انصاف قائم کرنے کے لئے گواہی دینی پڑے تو گواہی دو۔ اور پھر اس حد تک فرمایا کہ کسی کی دشمنی بھی تمہیں اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم انصاف کے تقاضے نہ پورے کر سکو۔ پس یہ بہت اہم حکم ہے۔ اللہ حلیم ہے تو ہمیں بھی حلم اختیار کرنا چاہئے۔

پھر دوسری بات یہ کہ کسی بھی عمل سے ایسی حرکت ظاہر نہ ہو جو نافرمانی والی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ لڑائی جھگڑوں اور دنگا فسادوں سے بچو تو اس پہ پوری طرح عمل ہو۔ پھر ظاہری عمل ہی نہیں اگر کسی نے اپنے لئے دل میں بھی کسی غلط کام کا ارادہ کیا ہے تو یہ بات بھی اسے خدا تعالیٰ کی پکڑ کے نیچے لانے والی ہوگی۔ ہاں اس بات کی تو چھوٹ ہو سکتی ہے کہ جو دل میں خیال آئے، کیونکہ بعض اوقات انسان کے دل میں خیالات آ جاتے ہیں کہ بس میں نہیں ہوتا۔ اگر کوئی بدخیال آتا ہے تو اس کو فوراً جھٹک دے۔ لیکن اگر اس کو دل میں بٹھائے، دوہراتا رہے اور یہ ارادہ بھی کرے کہ یہ کام میں ضرور کروں گا تو یہ گناہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر کسی شخص کے دل میں برا خیال آئے اور وہ اس کو دبالے اور اس کے مطابق عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں پوری نیکی لکھے گا۔ اس بدخیال کو دبانے کی وجہ سے اسے نیکی کی جزاء ملے گی۔

پس یہ ہمارا خدا ہے، جو غفور بھی ہے اور حلیم بھی ہے۔ پس خدا کی اس صفت حلیم کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے جو فوری طور پر نہیں پکڑتا بلکہ موقع دیتا ہے کہ انسان اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرے۔ صفت حلیم کے ساتھ غفور کو لگا کر اس بات کا اعلان کیا کہ میں اپنے بندوں کے گناہوں اور غلط کاموں سے جو صرف نظر کرتا ہوں، درگزر کرتا ہوں، پردہ پوشی کرتا ہوں تو بندے کا یہ کام ہے کہ اس پر بجائے گناہوں میں بڑھنے کے استغفار سے کام لے اور میرے سے بخشش طلب کرے اور میری اس صفت سے فائدہ اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

# ماریشس میں جلسہ سیرۃُ النبی ﷺ کا بابرکت انعقاد

## صدرِمملکت آف ماریشس Sir Aneerood Jugnauth اور وزیرانصاف واٹارنی جنرل جناب Rama valayden کی شرکت۔

(رپورٹ: بشارت نوید۔مبلغ سلسلہ)

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ ماریشس کو ہر سال ملکی سطح پر جلسہ سیرۃُ النبی ﷺ کے بابرکت انعقاد کی توفیق ملتی ہے۔ الحمدللہ امسال بھی اس تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے مورخہ 16 مارچ 2008 بروز اتوار دو بجے بعد دوپہر اس بابرکت جلسہ کے انعقاد کا پروگرام بنایا گیا۔ جلسہ کے انعقاد کے لئے یونیورسٹی آف ماریشس کے کانفرنس ہال کا انتخاب کیا گیا۔ اور اس کے لئے غیر از جماعت احباب کو دعوت نامے بھجوائے گئے۔

جلسہ کے روز صبح آٹھ بجے غیر از جماعت گھرانوں میں ایک ہزار کی تعداد میں کتاب سیرۃُ النبی ﷺ مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ گھر گھر جا کر تقسیم کی گئی۔

ٹھیک دو بجے بعد دوپہر مہمانِ خصوصی جناب Sir Aneerood Jugnauth صدرِمملکت ماریشس کی آمد پر جلسہ کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ کرامت صاحب نے کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام ''وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا'' مکرم مختار دین تیجو صاحب صدر مجلس انصاراللہ ماریشس نے ترنم سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مہمانوں میں سے سب سے پہلے ہندو سناتن دھرم کے نمائندہ جناب پنڈت رام چرن (Ram Churn) نے حاضرین سے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آنحضور ﷺ اس وقت تشریف لائے جب دنیا میں ہر طرف ظلم پھیل چکا تھا اور بچیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک انقلاب پیدا کیا۔ نماز اور زکوٰۃ کا نظام قائم کیا، عدل اور صفائی کی تعلیم دی۔ اپنے خطاب میں انہوں نے مزید کہا کہ مَیں نے کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا مطالعہ کیا ہے۔ اس کتاب نے مجھے متأثر کیا ہے اور مَیں نے اس سے بہت کچھ سیکھا ہے۔

اس کے بعد مہمانوں میں سے دوسرے نمبر پر وزیر انصاف واٹارنی جنرل جناب Rama valayden نے اپنے خطاب میں کہا کہ آپ وہ واحد مذہبی جماعت ہیں جن کے پروگراموں میں شرکت کرنے سے سیاست دانوں کو کوئی ڈر نہیں لگتا۔ کیونکہ نہ تو آپ کے ہم سے کوئی لمبے چوڑے مطالبات ہوتے ہیں اور نہ ہی آپ لوگ کسی قسم کے دوسرے جھگڑوں میں پڑتے ہیں۔ آپ لوگ ایک پُرامن جماعت ہیں اور خدمتِ انسانیت آپ کا کام ہے جو آپ لوگ دل لگی سے کرتے ہیں۔ اس بات کا میں خود عینی شاہد ہوں۔ بُرکینا فاسو جہاں گرمی 47 درجہ سینٹی گریڈ سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے آپ لوگ وہاں بھی خدمتِ انسانیت میں مصروف ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ آنحضور ﷺ نے ایک مکمل نظامِ عدل پیش کیا ہے۔ سچی گواہی پر بڑا زور دیا ہے۔ اسی طرح اسلام بغیر ثبوت کے کسی کو مجرم بھی قرار نہیں دیتا۔ اس بابرکت جلسہ میں مدعو کرنے پر انھوں نے جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد مہمانِ خصوصی جناب Sir Aneerood Jugnauth صدرِمملکت ماریشس نے حاضرینِ جلسہ سے مختصر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ماریشس میں مختلف مذاہب مل کر رہتے ہیں۔ ہمیں قومی اتحاد کو قائم رکھنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہنا چاہئے اور ملک کے لئے ایک مفید وجود بننا چاہئے۔ اُنہوں نے کہا کہ جلسہ سیرۃ النبی ﷺ پر مدعو کرنے پر میں جماعت کا شکر گزار ہوں اور اس کے انعقاد پر جماعت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے رحمۃ للعالمین کے عنوان سے خطاب کیا اور آنحضور ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کے نمونے پیش کئے۔ خطاب کے آخر پر امیر صاحب نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور دعا کروائی۔

اسی وقت جبکہ یہ جلسہ منعقد کیا جا رہا تھا دوسری طرف جماعت کی مرکزی مسجد دارالسلام روز ہل میں لجنہ اماء اللہ ماریشس کے زیرِانتظام بھی جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا انعقاد کیا گیا تھا۔ جہاں صدرِمملکت آف ماریشس کی اہلیہ محترمہ Lady Sarojini Jugnaut نے بطور مہمانِ خصوصی شرکت کی۔

سیرۃ النبی ﷺ کے اس جلسہ کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو محترمہ شاہدہ رحمٰن صاحبہ نے کی جس کا مقامی زبان میں ترجمہ محترمہ نوری ڈمن صاحبہ نے پڑھا۔ ناصرات نے فرنچ زبان میں نظم پڑھی جسکے بعد محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماءاللہ نے مہمانوں کو ویلکم ایڈریس پیش کیا۔

مہمانوں میں سے سب سے پہلے مسز Kamla Ernest جو کہ ماریشس میں انگلیکن چرچ کے سربراہ Jan Bishop Ernest کی اہلیہ ہیں نے اپنے خطاب میں جلسہ کے انعقاد پر مبارک باد پیش کی اور لجنہ کے نظام کی تعریف کی۔ دوسرے نمبر پر مسز Tasleem Valayden جو کہ وزیرانصاف واٹارنی جنرل جناب Rama valayden کی اہلیہ ہیں نے اپنے خطاب میں سیرۃُ النبی ﷺ کے اخلاقِ حسنہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم عورتوں کو جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے غیبت سے بچنا چاہیے۔ مہمانوں میں آخر پر صدرِمملکت آف ماریشس کی اہلیہ محترمہ Lady Sarojini Jugnaut نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب بھی آپ لوگ مجھے دعوت دیتے ہیں مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے میں آپ لوگوں سے بہت متأثر ہوں اور ہمیشہ یہاں سے بہت کچھ سیکھ کر جاتی ہوں۔ میں آپ سب کو اس جلسہ سیرۃُ النبی ﷺ کے انعقاد پر مبارک باد پیش کرتی ہوں۔

مہمانوں کے تأثرات کے بعد ایک لجنہ ممبر محترمہ عشرت مستن صاحبہ نے سیرۃُ النبی ﷺ کے عنوان سے تقریر کی جس میں آنحضور ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی، انسانیت سے پیار اور بھائی چارے کی تعلیم، عورتوں سے حسنِ سلوک سے متعلق آپ ﷺ کی تعلیمات اور عملی نمونہ سے متعلق آگاہی بخشی۔

جلسہ کے آخر پر گروپ کی شکل میں ناصرات نے نظم ''حضرتِ سیّد ولدِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم'' ترنم سے پڑھی اور دعا کے ساتھ یہ مبارک جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ ان دونوں جلسوں میں 1700 سے زائد احمدی اور 75 غیر از جماعت احباب نے شرکت کی۔ ملکی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں بھی اس جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کو بھرپور کوریج دی گئی۔ اللہ تعالیٰ اس کے نیک ثمرات عطا فرمائے۔

# لہسن کی افادیت

راشد احمد دھیڑوی

لہسن کی ناخوشگوار بو سے تو ہر کوئی واقف ہے۔ لیکن یہی لہسن اپنے اندر کون کون سی خصوصیات رکھتا ہے؟ اور انسان کے لئے اس میں قدرت نے کس قدر فوائد جمع کر رکھے ہیں اس بارے میں بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ اگر سب لوگوں کو اس کی اصل حقیقت اور فوائد کا علم ہو جائے تو سب اس کا بے دریغ استعمال شروع کر دیں۔ لہسن کے بارے میں کی جانے والی حالیہ تحقیق نے اس کی افادیت میں پہلے سے بڑھ کر اضافہ کر دیا ہے۔

محققین کے مطابق لہسن میں جراثیم کش Anti becterial اجزا کی کثیر مقدار موجود ہے اور اس کا استعمال مختلف امراض یا انفیکشن میں انتہائی مفید ثابت ہوتا ہے۔ خاص طور پر یہ امراض قلب کم فشار خون (Lower Blood Pressure) شریانوں میں خون کا انجماد، معدے اور بڑی آنت کے کینسر تک کے خلاف لڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ لہسن میں ہمارے تصور سے بھی زیادہ جراثیم کش اجزا پائے جاتے ہیں۔ جو تپ دق، سل، ہیضہ، مروڑ، دماغ کی سوزش وغیرہ کے 72 فیصد انفیکشن میں انتہائی موثر ثابت ہوئے ہیں۔

لہسن میں کرم کش (Antiseptic) اور جراثیم کش (Anti Biotic) اجزا کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے جو امراض قلب، گیس اور کینسر کی روک تھام کرتا ہے اس کی ناخوشگوار بو کی وجہ سلفر ہے جس کی کثیر مقدار اس میں موجود ہے۔

محققین کے مطابق روزانہ صبح کے وقت لہسن کے 3 جوئے کھانے سے کولیسٹرول کی سطح میں حیرت انگیز حد تک کمی آتی ہے۔ بھارت کے شہر ممبئی میں دو ماہ تک 50 افراد کو روزانہ 3 جوئے لہسن کے کھلائے گئے دو ماہ بعد ان کا کولیسٹرول 10 سے پندرہ فیصد تک کم ہو گیا۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ لہسن میں 6 ایسے اجزاء پائے جاتے ہیں جن کا کام ہی جسم میں کولیسٹرول کی سطح کم کرنا ہے۔ یہی نہیں بلکہ لہسن شریانوں میں خون کے Clot بننے سے روکتا ہے اور دوران خون کو بھی درست رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کم فشار خون کے مرض میں اس کا استعمال مفید رہتا ہے۔ مطالعہ سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ لہسن کا پانی انسانی جسم میں موجود انتڑیوں پر پلیک (Plaque) جمنے نہیں دیتا بلکہ ان پر جمی ہوئی پلیک کی صفائی کرتا ہے جس کے باعث مستقبل میں انتڑیوں کے خراب ہونے کے امکانات انتہائی کم ہو جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ خون کی شریانوں کو پھیلا دیتا ہے جس سے خون کا بہاؤ تیز ہو جاتا ہے۔

لہسن کی ایک بڑی خوبی اس میں مانع تکسید (Anti-Oxidants) اجزاء کثیر مقدار میں پائے جاتے ہیں اس لئے سانس اور پھیپھڑوں کے امراض میں بھی فائدہ دیتا ہے اس میں ایڈینوں سائن (ایڈینسین رائبوز اور تین تین فاسفیٹ گروپوں پر مشتمل مرکب) بھی موجود ہوتا ہے اور اس کا کام پٹھوں کو سکڑنے سے بچانا ہوتا ہے۔

ماہرین صحت کے مطابق کچا اور پکا ہوا لہسن کھانا دونوں حالتوں میں مفید ہے تاہم کچا لہسن زیادہ موثر ہے۔ معدے اور بڑی آنت کے امراض میں بھی لہسن کا استعمال فائدہ دیتا ہے۔

جرمنی کے محققین کے مطابق لہسن میں ایک اجونی کمپاؤنڈ (Ajoeni Compound) بھی پایا جاتا ہے جو کینسر کی روک تھام کرتا ہے۔

بھارت کی جی۔ بی پنت یونیورسٹی آف ایگریکلچر اینڈ ٹیکنالوجی میں ہونے والی تحقیق کے مطابق لہسن بعض زہریلے اثرات کا توڑ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ نظام ہضم کے لئے بھی بہترین چیز ہے۔ یہ جسم کے مضر صحت زہریلے مادوں کے اخراج میں مدد دیتا ہے۔ بدہضمی کی شکایت کی صورت میں ایک کپ پانی یا ابلتے ہوئے دودھ میں 3 جوئے لہسن پیس کر پینے سے بدہضمی جاتی رہتی ہے۔ لہسن میں چونکہ (Anti Septic) اجزاء پائے جاتے ہیں اس لئے یہ معدہ، انتڑیوں اور بعض دیگر امراض کے انفیکشن میں موثر ثابت ہوتا ہے۔

اس کی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ اس کے کھانے سے انسانی صحت پر کسی قسم کے بھی مضر اثرات مرتب نہیں ہوتے۔ ٹھنڈ لگنے یا شدید کپکپی کی صورت میں بھی اس کا استعمال مفید ہے۔ سانس کی تکلیف کے دوران ایک چائے کا چمچ موٹا موٹا کوٹ لیں اور اسے ایک کپ پانی میں ڈال کر ابلنے کے لئے رکھ دیں اور برتن کا منہ کھلا رکھیں جب ابلنے کے قریب ہو تو آنچ بند کر دیں اور برتن کو ڈھانپ دیں 5 منٹ کے بعد نیم گرم پانی استعمال کریں۔ یہ پانی سانس کی تکلیف کے علاوہ کھانسی، معدے، بلغم اور بدہضمی وغیرہ میں مفید ہے۔ لہسن کا پانی ہاتھ پاؤں اور پیر پر مل کر سونے سے مچھر اور کھٹمل وغیرہ قریب نہیں آتے۔

الغرض قدرت نے اس میں یقیناً اور بھی بیشمار فوائد رکھے ہوں گے لیکن ان تک انسان کی تحقیق ابھی ممکن نہیں ہوئی لہٰذا اس کی ناگوار بو پر ہرگز نہ جائیں بلکہ یہ دیکھیں کہ اسے کھانے سے آپ کی صحت کو کتنا فائدہ ہے۔ اگر صحت مند جسم کے مالک بننا چاہتے ہیں تو ضرور اس کا استعمال باقاعدگی سے ابھی سے شروع کر دیں۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ 10/جنوری 2008ء)

### یکے از تین صد تیرہ اصحاب احمد

# حضرت بابا قطب الدین صاحب رضی اللہ عنہ

## (آف کوٹلہ فقیر ضلع جہلم)

(غلام مصباح بلوچ۔ ربوہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی ایک کثیر تعداد ضلع جہلم سے تعلق رکھنے والوں کی ہے۔ اس کثیر تعداد میں ایک نام حضرت بابا قطب الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا بھی ہے جو کوٹلہ فقیر متصل جہلم چھاؤنی کے رہنے والے تھے۔ آپ تقریباً 1844ء میں پیدا ہوئے۔

### ابتدائی تعلیم وتربیت

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ آپ کے بچپن کے متعلق لکھتے ہیں:

"بابا قطب الدین ایک زمیندار کے گھرانے میں پیدا ہوئے تھے بچپن کی ابتدائی منزلیں طے کرتے ہوئے وہ اپنے زمینداری کے مشاغل میں قدرتی طور پر دلچسپی لیتے تھے مگر ان کی طبیعت میں دینی امور کی طرف رجحان بھی تھا اس لیے جب وہ دس گیارہ سال کی عمر سے نکل رہے تھے تو ان کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا اور انہوں نے زمانے کے دستور کے موافق قاعدہ بغدادی شروع کیا اور پھر قرآن مجید ختم کیا اس کے بعد وہ اپنے زمینداری مشاغل میں بھی شریک ہوتے تھے اور سلسلہ تعلیم بھی شروع تھا چنانچہ قریب بلوغ انھوں نے فارسی شروع کی، وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ جب میں پندنامہ شیخ عطار پڑھتا تھا اس وقت میری عمر بائیس سال کے قریب ہوگی۔ اگرچہ وہ بالغ ہو چکے تھے اور ایک زمیندار اور نوجوان کی حیثیت سے خوب توانا و تندرست تھے مگر اس عمر میں خدا تعالیٰ کے فضل و رحم سے وہ ایک نیک نفس نوجوان تھے اور ان کی توجہ زیادہ تر نماز، روزہ اور دوسری ضروریات دین کی طرف تھی۔ زمانہ کے عرفی دستور کے موافق وہ مروجہ وظائف بھی پڑھتے تھے اور ان کے دل میں ایک خواہش پیدا ہوتی تھی کہ کوئی پیر اختیار کریں اس طرح پر دینداری اور خدا ترسی کا ایک جذبہ عمر کے ساتھ ساتھ ان میں بڑھتا جاتا تھا"۔ (الحکم 28 اپریل 1934ء، صفحہ 7)

### قبول احمدیت

حضرت بابا قطب الدین صاحب رضی اللہ عنہ جہلم کے ابتدائی بیعت کنندگان میں سے ہیں، آپ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جب میری عمر 20-22 برس کی تھی جبکہ کتاب شیخ عطار پڑھا کرتے تھے تو مرشد پکڑنے کا مجھ کو بڑا شوق دامنگیر ہوا اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعائیں مانگتا تھا کہ اے اللہ میری دلی خواہش ہے کہ مجھے کوئی کامل مرشد عطا فرما۔ سو ہزار ہزار شکر ہے کہ اس رحیم وکریم اللہ تعالیٰ نے میری اس دردبھرے دل کی دعا کو درجۂ قبولیت عطا فرمایا اور مجھے رؤیا میں ایک شکل دکھلائی گئی کہ یہ شخص مرشد کامل ہے اس کے پاس جاؤ وہ تمہیں سیالکوٹ میں ملے گا۔ جب میں نے یہ رؤیا دیکھی تو مجھے بڑی خوشی اور مسرت حاصل ہوئی اور دل میں بے حد طمانیت پیدا ہوگئی کہ اب مجھے ضرور کوئی کامل مرشد مل جائے گا۔ اسی اُمنگ میں تلاش میں برابر لگا رہا اور بہت دفعہ سیالکوٹ کے لوگوں سے بھی دریافت کرتا رہا کہ اس شکل وشباہت کا کوئی بزرگ سیالکوٹ میں یا نواح سیالکوٹ میں ہو تو مجھے مطلع کرو مگر افسوس کہ کوئی پتہ نہ چلا۔ بعض دفعہ میری یہ کیفیت ہوگئی کہ جب مجھے سیالکوٹ سے اس شکل وشباہت کے انسان کا نشان نہ ملا تو ایک قسم کی مایوسی سی پیدا ہوگئی اور یہ خیال بندھ گیا کہ شاید میری خواب ایک خیال ہی ہو اور شاید اس کی کوئی حقیقت نہ ہو۔ غرض اس حیص بیص میں کئی سال گزر گئے پھر جب مَیں 25 برس کی عمر کا ہوا تو میں حج بیت اللہ کو چلا گیا وہاں بھی رو رو کر دعائیں کیں اور تلاش کرتا رہا کہ شاید اس صورت وشکل کا بزرگ یہاں کہیں مل جائے مگر افسوس کہ نہ ملا۔ جب میں بیت اللہ سے واپس آیا تو لاہور میں سے گزر ہوا اور وہاں میں نے چرچا سنا کہ قادیان میں ایک بزرگ پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے، دل نے گواہی دی کہ غالباً یہی بزرگ ہوں گے جن کی اطلاع دی گئی ہے اور جن کی صورت شکل رؤیا میں دکھلائی گئی ہے لیکن چونکہ مجھے حکم ہو چکا تھا کہ مرشد کامل مطلوبہ سیالکوٹ میں ملے گا اس لئے قادیان جانے کی جرأت نہ کی اور خاموش ہو کر گھر کو چلا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جہلم میں بھی اُن کا چرچا ہونے لگا۔ ایک روز جب میں اپنے گاؤں کوٹ فقیر سے جہلم میں آیا تو ایک شخص نے اطلاع دی کہ حضرت مرزا صاحب کل سیالکوٹ میں آگئے ہیں۔ مَیں یہ سن کر بے اختیار ہو گیا اور گھر جا کر چلنے کی تیاری کردی۔ چچا صاحب نے جو ایک موحد آدمی تھے کہا کہ اول استخارہ کرلو کیونکہ استخارہ کرنا سنت ہے۔ بموجب ارشاد چچا صاحب مَیں نے اس سنت کو ادا کیا اور رو رو کر دعائیں کیں کہ اگر یہی شخص ہے جس کی تو نے مجھے اطلاع دی ہے تو مجھے مطلع فرما تا کہ مَیں کسی غلطی میں نہ پڑ جاؤں۔ جب مَیں رات کو سو گیا تو اللہ تعالیٰ نے پھر اُن کی شکل رؤیا میں دکھلائی مگر پہلی دفعہ کی نسبت قدرے فرق تھا اور وہ یہ تھا صرف اتنا فرق تھا کہ شکل تو ہو بہو وہی ہے مگر صرف بالوں میں کچھ فرق ہے پہلے سیاہ بال دکھلائے گئے تھے اور اب سیاہ لال حنائی نظر آئے اور یہ بھی اس میں کہا گیا کہ یہ شخص بالکل سچا اور راستباز ہے ایک شوشہ بھی قرآن شریف اور حدیث کے خلاف نہیں کرتا۔ جب مجھ پر رؤیا میں یہ حالت ظاہر کی گئی تو میں بے اختیار چیخیں مار مار کر رویا اور فوراً سیالکوٹ جانے کی تیاری کردی اور سواری کی پروانہ کی پیدل ہی روانہ ہو پڑا۔ جب سیالکوٹ پہنچا تو مجھے رستہ میں ایک لڑکا ملا اُس سے میں نے حضرت مرزا صاحب کے ٹھیرنے کا مقام پوچھا وہ مجھے بازار میں سے لے جا کر ایک گلی میں لے گیا۔ جوں ہی میں گلی میں وارد ہوا تو وہی نظارہ پیش آ گیا جو رؤیا میں دیکھا تھا یعنی جس طرح وہ گلی اور مکانات رویا میں دکھلائے گئے تھے اُن کو ہو بہو اُسی طرح پایا۔ جب مسجد میر حسام الدین صاحب کے پاس پہنچا تو مسجد بھی وہی مسجد نظر آئی جو خواب ہی میں دکھلائی گئی تھی جہاں حضرت مرزا صاحب کی ملاقات رویا میں ہوئی تھی وہ لڑکا مجھے اسی مسجد میں لے گیا جب میں مسجد میں داخل ہوا تو جاتے ہی حضرت اقدس کو رویا کے عین مطابق پاکر بے اختیار چیخیں مار کر اُن کے قدموں پر گر پڑا اور شرف بہ بیعت ہوا۔

(عسل مصفّٰی جلد دوم صفحہ 504-502 از حضرت مرزا خدا بخش صاحب)

آپ اپنے خاندان میں سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے والے تھے۔ آپ نے 18 فروری 1892ء بمقام سیالکوٹ (حضور علیہ السلام سفر سیالکوٹ پر تھے) بیعت کی۔ رجسٹر بیعت میں 268 نمبر پر آپ کا نام قطب الدین ولد شرف الدین موضع کوٹلہ متصل چھاؤنی جہلم درج ہے۔ بیعت کے بعد حضرت بابا قطب الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی ذات میں موجود جوہر قابل اور بھی چمک کے سامنے آیا۔ حضرت اقدس سے پہلی ہی ملاقات میں عشق کی سی کیفیت پیدا ہوگئی۔ اسی عشق اور محبت کا نتیجہ تھا کہ آپ متعدد بار امام الزماں کی صحبت پاکیزہ کے لیے قادیان تشریف لائے اور حضرت صاحب کے اردگرد رہنا اور خدمت کا ہر موقع پانا اپنا مقصد سمجھا۔

### جلسہ سالانہ 1892ء میں شمولیت

دسمبر 1892ء میں جماعت احمدیہ کا دوسرا جلسہ سالانہ منعقد ہوا حضور علیہ السلام نے شاملین جلسہ میں سے 327 اصحاب کی فہرست اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں شائع کی ہے جس میں آپ کا نام 37 نمبر پر اس طرح درج ہے:

(۳۷) میاں قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر ضلع جہلم

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 617)

اس جلسے پر آمد سے پہلے جلسہ کے اشتہار تقسیم کرنے کا بھی آپ نے موقع پایا۔ چنانچہ حضرت ملک غلام حسین رہتاسی صاحبؓ (بیعت نومبر 1892ء) فرماتے ہیں کہ 1892ء کے جلسے کے متعلق اشتہار ہم کو رہتاس میں ملے۔ بابا قطب الدین صاحب ساکن کوٹلہ فقیر اشتہار لے کر گئے۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 8 صفحہ 95)

### 313 صحابہ میں شمولیت کا شرف

آپ ان خوش قسمت صحابہ میں سے ہیں جن کے نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اپنی ایک کتاب "انجام آتھم" میں درج فرمائے ہیں، حضورؑ نے ان اصحاب کے نام درج کرنے سے پہلے فرمایا:

"....اور بموجب منشاء حدیث کے یہ بیان کر دینا پہلے سے ضروری ہے کہ یہ تمام اصحاب خصلت صدق و صفا رکھتے ہیں اور حسب مراتب جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم کرے اور وہ یہ ہیں.....

۱۸۶۔ میاں قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر۔ جہلم

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 325)

اس طرح آپ ان معدود ممتاز صحابہ میں شامل ہیں جن کے نام ہر دو فہرستوں یعنی آئینہ کمالات اسلام اور انجام آتھم میں درج ہیں۔

### قرآن مجید سے محبت

حضرت بابا قطب الدین صاحب رضی اللہ عنہ خدا کے پاک کلام سے ایک عمیق محبت رکھتے تھے چنانچہ صَرف اوقات اکثر تلاوت قرآن کریم میں ہی ہوتا تھا۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ آپ کی قرآن مجید سے مودّت اور محبت کے متعلق لکھتے ہیں:

"احمدیت نے ایک ایسی تبدیلی ان میں پیدا کردی تھی کہ وہ ہر وقت قرآن مجید پڑھتے رہتے تھے اور قرآن مجید کے حافظ ہوگئے تھے میں یہ معلوم نہیں کرسکا کہ انہوں نے احمدیت سے قبل قرآن مجید حفظ کیا تھا یا بعد، لیکن میرا ظن غالب یہی ہے کہ قرآن مجید احمدیت میں داخل ہونے کے بعد انہوں نے حفظ کیا"۔

(الحکم 7 مئی 1934ء، صفحہ 4 کالم 1)

اسی سلسلے میں حضرت حکیم الامۃ مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے درس میں باقاعدہ شریک ہوتے اور نہایت توجہ، غور اور دل لگی سے درس سنتے اور اسے یاد رکھتے۔

### عبادات کا شوق

آپ نہایت ہی صالح اور ولی اللہ وجود تھے۔ تقویٰ کی وجہ سے آثار نورانیت چہرے پر ہویدا تھے اور اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ عبادات میں مستعد تھے چنانچہ لکھا ہے:

"عبادات کا بھی شوق تھا۔ فرض نمازوں کے علاوہ نوافل پڑھتے رہتے خصوصاً تہجد کے پابند تھے اور اسی طرح ماہ رمضان کے روزے رکھنے میں بہت خوش رہے۔ پیرانہ سالی نے ان کے معمولات پر کوئی اثر نہیں ڈالا تھا گرمی ہو یا سردی وہ اسی طرح مستعد رہتے بلکہ ....ان پر جو دن آتا تھا وہ مستعدی اور ہمت کے لحاظ سے جوان ہو جاتے تھے"۔

(الحکم 7 مئی 1934ء، صفحہ 4 کالم 3)

25 برس کی عمر میں حج بیت اللہ کی بھی سعادت پائی جیسا کہ واقعہ بیعت میں ذکر آچکا ہے۔ مالی قربانیوں میں بھی دل کھول کر حصہ لیتے۔

### صاحب رؤیا وکشوف

آپ کے تقویٰ اور عبادات ہی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ بھی آپ کو پیار کی نظروں سے دیکھتا تھا اور رؤیا و کشوف کے ذریعے آپ کو بشارتیں دیتا چنانچہ قبول احمدیت کا باعث بھی رؤیا صادقہ بنی۔ احمدیت میں آنے


MOT
CLASS IV: £45
CLASS VII: £53
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ صحبت نے آپ کو مقبولان الٰہی کے زمرہ میں اور بھی ترقی دی اور کئی مرتبہ تائیدی خوابوں سے سرفراز ہوئے۔

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی رضی اللہ عنہ آپ کی ایک کشفی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کو دوران سر ہوا میاں قطب الدین مرحوم ساکن کوٹلہ فقیر کو بلوایا اور میں پاس بیٹھا ہوا تھا سر دبا رہا تھا، فرمایا تیل لگا کر ہماری پنڈلیوں کی مالش کرو سر میں درد بہت ہے سو ہم دونوں آپ کی پنڈلیوں کی مالش کرنے لگے ..... میاں قطب الدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور مَیں ریل میں جہلم سے آرہا تھا ایک سٹیشن ریلوے پر مَیں نے حضور کو ٹہلتے ہوئے دیکھا اور مَیں نے گاڑی سے اتر کر آپ سے مصافحہ کیا اور آپ نے مصافحہ کر کے فرمایا جلد گاڑی میں سوار ہو جاؤ تو کیا آپ وہاں تشریف لے گئے تھے؟ فرمایا یہ ایک قسم کا کشف ہوتا ہے اور بعض وقت کسی پر کشفی حالت طاری ہو جاتی ہے اور اس کو مطلق خبر بھی نہیں ہوتی ہے.... روح کی ایک ایسی مجہول الکنہ کیفیت ہے کہ اس کو بجز صاحب کشف تجربہ کار کے دوسرا نہیں سمجھ سکتا ہے ..... بہت سے لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک بزرگ کو فلاں مقام پر دیکھا اور دوسرا کہتا ہے کہ میں نے فلاں مقام پر دیکھا اور یہ رؤیت بزرگ بمقام مختلفہ ایک وقت واحد میں ہی ہوئی ہے سو یہ سب دیکھنے والے کی کشفی حالت ہے اور وہ بزرگ سب پر وقت واحد میں ہی ظاہر ہو جاتا ہے...... پھر میاں قطب الدین نے عرض کیا کہ کیا حضور کو جب تکلیف ہوتی ہے تو الہام ہوتا ہے؟ حضرت اقدس علیہ السلام مسکرائے اور کچھ جواب لَا و نَعَم میں نہیں فرمایا۔ پھر نور احمد صاحب متذکرہ بالا نے عرض کیا ..... ان کے جواب میں فرمایا'' ہاں ایسا ہی ہوتا ہے''۔

(تذکرۃ المہدی صفحہ 54-52
از حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحبؓ)

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فدایانہ محبت

اللہ تعالیٰ نے رؤیا کے ذریعے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نورانی وجود کا دیدار کرایا تو انہیں لمحات سے آپ اس نورانی وجود کی تلاش میں سرگرداں ہوگئے یہاں تک کہ خانہ کعبہ میں بھی رو رو کر دعائیں کیں اور جب وہ حسین موقع آیا کہ آپ نے اس پاک وجود کو دیکھا تو دیکھتے ہی اپنا دل اس کے قدموں میں ڈال دیا۔ اس موقع کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کو اس قدر محبت ہوتی چلی گئی کہ دیکھنے والے بھی عش عش کر اٹھتے۔ چنانچہ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

''....میرے محترم بھائی میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بابا قطب الدین صاحب مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مصافحہ کر رہے تھے کہ یکا یک محبت و اخلاص کے جذبہ سے متاثر ہو کر انہوں نے بے خودی کے عالم میں حضرت اقدس سے معانقہ کر لیا۔ میاں خیر الدین صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت تک وہ نظارہ یاد ہے کہ اس وقت وہ جذبہ محبت میں محو ہو کر حضور سے معانقہ کے لیے لپٹے تھے اور ان کے اس فعل سے ہم متعجب تھے کیونکہ حضور کو ہم نے کبھی معانقہ کرتے نہیں دیکھا تھا۔

یہ واقعہ جہاں ایک طرف بابا قطب الدین صاحب کے کمال اخلاص اور کمال محبت کا ایک مظاہرہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شفقت اور کرم کا بھی ایک نمونہ ہے۔ حضرت اپنے دینی مقام کے علاوہ ایک رئیس ابن رئیس تھے اور بابا قطب الدین صاحب ایک معمولی زمیندار لیکن آپ نے ان کی مبادرت کو ان کے اخلاص ومحبت کا ایک جذبہ یقین کر کے اپنی محبت وشفقت کا اظہار فرمایا۔ بابا قطب الدین صاحب پر ایک فدایانہ رنگ چڑھا ہوا تھا اور وہ حضرت کی راہ میں سب کچھ اپنا قربان کر چکے تھے۔

(الحکم 14 جون 1934ء صفحہ 3 کالم 1)

آپ کے دل کی کیفیت اسی محبت اور عشق کے جذبوں سے پُر تھی۔ جب موقع پاتے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو جاتے، جب قادیان آتے ایک لمبے عرصہ تک حضرت اقدس کی صحبت سے لطف اٹھاتے۔ حضرت اقدس کے اردگرد رہنا اور ہر خدمت بجالانا اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے تھے۔ چنانچہ ''نور القرآن'' حصہ دوم میں ''ان صاحبوں کے نام جو آج کل حضرت امام کامل کی خدمت میں حاضر ہیں'' کے عنوان کے تحت چند صحابہ کے نام درج ہیں جن میں آپ بھی شامل ہیں:

(۲۴) حافظ قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر جہلم۔

(نور القرآن 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 454,455)

مختصر یہ کہ عشق مسیح موعود علیہ السلام آپ کی سیرت کا ایک درخشاں پہلو تھا۔ روایت میں آتا ہے:

جب وہ دوستوں سے بات چیت کرتے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوبیاں اور آپ کے ذریعہ جو فیوض اور برکات انہوں نے حاصل کیے تھے ان کا ذکر کچھ ایسے رنگ میں کرتے جیسے ایک عاشق صادق اپنے محبوب کے ذکر کے سوا دوسرا ذکر پسند ہی نہیں کرتا۔

(الحکم 7 مئی 1934ء صفحہ 4 کالم 2)

## تحریرات حضرت مسیح موعودؑ میں ذکر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ تحریرات میں مختلف حوالوں سے آپ کا ذکر موجود ہے، جس میں سے آئینہ کمالات اسلام، انجام آتھم اور نور القرآن حصہ دوم کا ذکر گزر چکا ہے۔ ان کے علاوہ حضور علیہ السلام نے ایک اشتہار میں مخالفین کی طرف سے گورنمنٹ کو پہنچائی گئی خلاف واقعہ اطلاعات کی تردید کرتے ہوئے اپنے خاندان اور سلسلہ کے صحیح حالات بیان فرمائے چنانچہ 24 فروری 1898ء کو دیے گئے اشتہار میں بطور نمونہ اپنی جماعت کے 316 اصحاب کے نام درج فرمائے ہیں جس میں آپ کا نام بھی شامل ہے:

۲۶۷ میاں قطب الدین صاحب ساکن کوٹلہ فقیر جہلم

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد13 صفحہ 356)

کتاب ''سراج منیر'' میں ''فہرست آمدنی چندہ برائے طیاری مہمان خانہ و چاہ وغیرہ'' کے عنوان کے تحت دیے گئے اسماء میں آپ کا نام بھی درج ہے:

قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر ضلع جہلم

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 85)

جون 1897ء میں ملکہ وکٹوریہ کی ساٹھ سالہ جوبلی منائی گئی، اس سلسلے میں قادیان میں بھی ایک جلسہ منعقد ہوا جس کی کاروائی ''جلسہ احباب'' کے عنوان سے شائع ہوئی اس جلسہ میں ملکہ کے قبول اسلام کے لیے بھی دعا کی گئی۔ ''جلسہ ڈائمنڈ جوبلی بمقام قادیان 20 جون 1897 تا 22 جون 1897'' کے عنوان کے تحت شاملین جلسہ میں آپ کا نام بھی درج ہے:

۱۵۸۔ شیخ قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر ضلع جہلم

(جلسہ احباب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 307)

## مالی قربانیاں

سلسلہ کی مالی خدمت جہاں تک آپ کے امکان اور ذرائع سے ممکن تھی اس میں انشراح صدر سے حصہ لیتے تھے اور خود حضرت اقدس کی خدمت میں جو بھی میسر آتا وہ پیش کرتے رہتے۔ مثلاً جلسہ ڈائمنڈ جوبلی جون 1897ء میں آپ کے نام کے ساتھ چندہ کا بھی اندراج ہے۔ مارچ 1901ء میں دجالی فتنہ کے جواب کے لئے انجمن اشاعت اسلام کا قیام عمل میں آیا جس کے سرپرست اعلیٰ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پریذیڈنٹ حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ تھے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا اجراء ہوا، ایک مستقل فنڈ کی بنیاد رکھی گئی اس فنڈ کی تحریک پر بہت سے اصحاب نے حصص کے مطابق انجمن کا سرمایہ بہم پہنچانے کا وعدہ کیا، ایسے جاں نثار صحابہ میں آپ کا نام بھی درج ہے:

قطب الدین صاحب جہلم۔ ایک (حصہ)

(الحکم 17 اپریل 1901ء صفحہ 10 کالم 1)

اخبار الحکم میں روزنامچہ آمد مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان بابت جنوری 1901ء کے تحت آپ کا نام بھی لکھا ہے:

قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر +'۴'

(الحکم 17 فروری 1901ء صفحہ 16 کالم 2)

## سیرت واخلاق

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ آپ کے اخلاق وعادات کے متعلق لکھتے ہیں:

وہ بہت ہی ملنسار اور منکسر المزاج تھے، ہنس مکھ اور خندہ پیشانی تھے جب بھی کبھی کسی بھائی سے ملتے تو ہنستے ہوئے ملتے تھے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اُن کے چہرے پر رنج وملال یا غم وغصہ کے آثار نمایاں ہوں بلکہ میں دیکھتا تھا کہ ہر وقت وہ ایسے شادمان اور مسرور رہتے تھے جیسے کوئی بہشت میں ہو اور حقیقت یہ ہے کہ ایک نفس مطمئنہ ان کو حاصل تھا وہ اپنی زندگی ہی میں بہشت میں داخل تھے۔ احکام اسلامی کے پابند تھے اور اپنے عمل میں بہت محتاط اور میانہ رو تھے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ اُنہوں نے اپنے لیے آرام کی تلاش کی ہو یا طبیعت میں کسی قسم کا لالچ ہو بلکہ وہ ہمیشہ دوسروں کو آرام پہنچانے کی فکر میں رہتے تھے اور اپنے بھائیوں کی خدمت اور مدد میں انہیں خوشی محسوس ہوتی تھی اور اسی غرض کے لیے وہ اپنے آرام وراحت کو قربان کر دینا بہت ہی آسان سمجھتے تھے۔

(الحکم 7 مئی 1934 صفحہ 4 کالم 1,2)

## تبلیغ کا شوق

تبلیغ کا بھی شوق رکھتے تھے اور اپنے علم اور سمجھ کے موافق دوسروں تک پیغام حق پہنچاتے رہتے چنانچہ آپ کی ان تبلیغی مساعی اور عملی حالت نے آپ کو اپنے گاؤں کوٹلہ فقیر میں کامیاب کیا۔ آپ کے والد محترم حضرت چودھری شرف الدین صاحب رضی اللہ عنہ (بیعت 1892ء) بھی جلد ہی شامل احمدیت ہوگئے، انہیں بھی جلسہ سالانہ 1892ء میں شمولیت کی توفیق ملی چنانچہ آپ کا نام آئینہ کمالات اسلام میں درج فہرست میں موجود ہے اغلبًا آپ نے اسی موقع پر شرف بیعت حاصل کیا اس کے علاوہ آپ کا نام 313 کبار صحابہ میں بھی شامل ہے:

۱۷۰۔ چوہدری شرف الدین صاحب کوٹلہ فقیر جہلم

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 327)

اسی طرح کوٹلہ فقیر کے ایک اور صحابی حضرت میاں علم الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو بھی 313 کبار صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل ہے ان کا نام انجام آتھم میں درج فہرست میں 193 نمبر پر موجود ہے۔

## وفات

حضرت بابا قطب الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے فروری 1903ء میں 70 برس کی عمر میں وفات پائی اور اپنے آبائی گاؤں کوٹلہ فقیر متصل جہلم میں ہی دفن ہوئے اللّٰھم اغفر لہٗ و ارحمہٗ۔ آپ کے متعلق بعض کبار صحابہ کے قلم سے ذکر خیر تاریخ میں محفوظ ہے، حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ہر خادم دین کے لیے آپ کے دل میں ایک جوش اور سرور ہوتا تھا ایسے لوگ ہیں جو دنیاداروں کی نظر میں شاید وہ کسی احترام کے مستحق نہ سمجھے جاتے ہوں مگر حضرت اُن سے وہ محبت کرتے تھے کہ امراء کو بھی رشک آتا تھا..... بابا قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر کے رہنے والے کو شاید آج کوئی جانتا بھی نہ ہو مگر حضرت کی نظر میں وہ بہت پیارے تھے اور اس کا سرّ یہی تھا کہ وہ مخلص فی الدین تھے''۔

(الحکم 7 فروری 1936ء صفحہ 5 کالم 3)

مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفّٰی لکھتے ہیں:

''چودھری قطب الدین ایک ولی اللہ اور مقبولانِ الٰہی میں سے ہیں..... نہایت ہی صالح آدمی ہیں اور متقی ہیں ان کے چہرہ پر آثار نورانیت ہویدا ہیں ......اُن (حضرت مسیح موعودؑ) کی تائید میں اس بزرگ کو کئی خوابیں ہوئیں جو انہوں نے مجھے سنائیں مگر ہم اُن کو بوجہ طوالت لکھنا پسند نہیں کرتے۔ یہ بزرگ حضرت مسیح پر ایسا عاشق زار تھا کہ مہینوں آپ کی خدمت میں رہتا اور اذان ایسی دردناک اور موثر آواز سے کہتا تھا کہ دل پر ایک چوٹ لگتی تھی۔ افسوس کہ اب وہ بزرگ فوت ہوگیا ہے''۔

(عسل مصفٰے جلد دوم 504-502 از مرزا خدا بخش صاحب)

# آئینہ مقابل آئینہ

(پروفیسر راجا نصر اللہ خاں۔ ربوہ)

**دوسری قسط**

## سر ظفر اللہ خان کے اعلیٰ خُلق اور مروت کی مثال

معترض نے تو سر محمد ظفر اللہ خان پر بے جا اعتراضات کو اپنا مقصد بنا رکھا ہے لیکن سر محمد ظفر اللہ خان کے خُلق اور مروت کا مشاہدہ کریں کہ وہ اپنی کتاب ''تحدیث نعمت'' میں گول میز کانفرنس میں شامل ہونے والے مندوبین بشمول قائداعظم مسٹر جناح کا ذکر کس محبت، احترام اور تشکر کے جذبہ کے ساتھ کرتے ہیں۔ آپ بکمال تواضع وانکسار لکھتے ہیں:

''برطانوی مدبّرین۔ والیانِ ریاست اور ہندوستان بھر کے آزمودہ کار صاحبِ تجربہ سیاسی رہنماؤں کے اس اجتماعِ عظیم میں مَیں ایک نو آموز طفلِ مکتب تھا اور کسی شمار میں نہ تھا۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خان صاحب نے میرا نام کمیٹیوں کی فہرست میں شامل نہ کرنے میں میری ناتجربہ کاری کا صحیح اندازہ کیا تھا لیکن جہاں پختہ کار صاحبِ تجربہ اصحاب مفید اور کارآمد تجاویز پیش کر سکتے تھے اور قیمتی مشورے دے سکتے تھے۔ وہاں ایک کودکِ نادان کے لئے نئے تجربات حاصل کرنے، اپنی حدِ نگاہ کو وسعت دینے اور اہل دانش کے فہم و ادراک سے فائدہ اٹھانے کے بہت سے مواقع تھے۔ ہز ہائی نس سر آغا خان صاحب، مستقبل کے قائداعظم اور بانیٔ پاکستان مسٹر جناح، مولانا محمد علی صاحب، دوسری اور تیسری کانفرنس کے دوران علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب، میاں سر محمد شفیع صاحب، سر سید سلطان احمد صاحب، مولوی ابوالقاسم فضل الحق صاحب کی صحبت کا میسر آنا بھی میرے لئے غنیمت اور باعثِ فخر تھا۔''

(تحدیث نعمت صفحہ 269)

## سر محمد ظفر اللہ خان کشمیر کیس کے بے مثال چیمپئن ہیں

مضمون نگار ایک سے ایک دُور کی کوڑی لائے ہیں۔ فرماتے ہیں:

''یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ کشمیر کو بھارت کا اٹوٹ انگ بنانے میں سر ظفر اللہ خان اور قادیانی گروہ کا کلیدی ہاتھ ہے۔'' (مضمون مطبوعہ 30-10-2007)

اس مضحکہ خیز دعویٰ کو پڑھ کر منہ سے بے اختیار نکلتا ہے:

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی!!

سوال یہ ہے کہ یہ بات کس اتھارٹی نے پایۂ ثبوت تک پہنچائی؟ یہ بات کس فورم پر زیر بحث لائی گئی؟ اس فورم کی قانونی حیثیت کیا ہے؟ فریقین کا نقطۂ نظر اور دلائل کب زیرِ بحث آئے؟ اس بات کا فیصلہ کرنے کا کون مجاز ہے؟ لگتا ہے مندرجہ بالا سارے مراحل متذکرہ مضمون نگار اینڈ کمپنی نے خود ہی طے کر ڈالے ہیں۔ لیکن تاریخ پاکستان کے حقائق کیا کہتے ہیں۔

مُسلّمہ حقائق تو یہ کہتے ہیں کہ قائداعظم کی نگرانی میں حکومتِ پاکستان کی زیر ہدائت سر محمد ظفر اللہ خان بحیثیت وزیر خارجہ پاکستان جنوری 1948ء میں مسئلہ کشمیر کے سلسلہ میں بھارت کی طرف سے اقوام متحدہ میں نالش کرنے پر کشمیر کا مقدمہ لڑنے کے لئے اقوام متحدہ پہنچے۔ وہاں پر سر محمد ظفر اللہ خان نے بھارتی نمائندے گوپالا آئینگر کے مقابل پر اہل کشمیر کے حق میں ایسے زبردست دلائل دیئے اور اس کامیابی سے یہ مقدمہ لڑا کہ بھارت کو ورلڈ فورم پر شکستِ فاش ہوئی اور اس کا یہ مطالبہ کہ پاکستان کو جارح قرار دیا جائے اور کشمیر سے بے دخل کیا جائے۔ فقط سراب بن کر رہ گیا جبکہ پاکستان کے موقف کے مطابق اقوام متحدہ نے متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کی کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کشمیری عوام خود رائے شماری کے ذریعہ کریں گے۔ اس طرح ان کے حقِ خودارادیت کو پوری طرح تسلیم کر لیا گیا۔ یہ پاکستانی وزیر خارجہ اور حکومت پاکستان کی ایسی شاندار اور ناقابلِ فراموش فتح ہے جسے مسلّمہ بین الاقوامی اصول اور اقوام متحدہ کے چارٹر کی پوری پوری حمایت حاصل ہے۔ پاکستان کے مقابلہ میں ہندوستان کو کیسی سبکی اور شکست کا سامنا کرنا پڑا اس کا اندازہ اس وقت کے ہندوستانی اخبار ''پرتاپ'' کے اس تبصرے سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

''یو۔ این۔ او سے پاکستان کے خلاف فریاد کرنا ہی ہمالیہ جتنی بڑی غلطی تھی۔ ہم وہاں گئے تھے مستغیث بن کر اور لوٹے وہاں سے ملزم بن کر۔''

(پرتاپ 23 اگست 1950)

## سر ظفر اللہ خان کی بے مثال اور مستقل فتح

مسئلہ کشمیر کے سلسلہ میں اقوام متحدہ سے کشمیریوں کے حق خودارادیت کی ایک دفعہ نہیں کئی بار قرار داد منظور کرانا وزیر خارجہ پاکستان سر محمد ظفر اللہ خان کا ایسا عظیم کارنامہ ہے جس کے حق میں قومی اخبارات نے بے شمار اداریئے لکھے اور وطنِ عزیز کے ممتاز اہل علم وقلم نے شاندار خراج تحسین پیش کیا۔ ہم یہ حقیقت پورے زور کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ 1948ء سے لے کر اب تک پاکستان کی تمام حکومتوں، آزاد کشمیر کی تمام حکومتوں، ملک بھر کی تمام معروف سیاسی جماعتوں حتّٰی کہ جہادی تنظیموں کا ایک ہی موقف ہے کہ مسئلہ کشمیر کا قابل قبول اور پائیدار حل یہی ہے کہ اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کیا جائے تاکہ کشمیری عوام رائے شماری کے ذریعہ خود اپنی قسمت کا فیصلہ کر سکیں۔ اس نوعیت کے بیانات کے ہمارے پاس تاریخ وار بے شمار حوالے محفوظ ہیں:

### اپنا تو بن

دور کیوں جایئے مضمون نگار جس اخبار (موقر ''دن'') کے کالم نویس ہیں اور جس کی 29 اکتوبر 2007 کی اشاعت میں بھی ان کا ایک مخالفانہ مضمون شائع ہوا ہے۔ اسی روز کے موقر اخبار روزنامہ ''دن'' نے یہ اداریہ شاملِ اشاعت کیا ہے:

### مسئلہ کشمیر اب بھی نیوکلیئر فلیش پوائنٹ ہے

اداریہ کے شروع میں ہی تحریر ہے:

''جنوب مشرقی ایشیاء کی سلامتی اور استحکام کے لئے مسئلہ کشمیر اس وقت تک نیوکلیئر فلیش پوائنٹ بنا رہے گا جب تک مقبوضہ جموں و کشمیر کے 1 کروڑ 30 لاکھ مسلم عوام کو اقوام متحدہ کے دسمبر 1948ء میں جاری ہونے والے بنیادی انسانی حقوق کے چارٹر اور **اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حق خودارادیت، کامل آزادی اور حق استصوابِ رائے دینے کے لئے** بھارت سرکار عالمی برادری کے دباؤ اور عالمی ادارے میں کئے گئے وعدوں کے سامنے سرینڈر نہیں کرتی۔ گزشتہ روز کشمیر پر بھارت کے غاصبانہ قبضے کے 60 سال مکمل ہونے پر کنٹرول لائن کے دونوں جانب اور پاکستان سمیت دنیا بھر میں مقیم کشمیریوں نے یوم سیاہ منایا۔ اس موقع پر مظاہرے کئے گئے ریلیاں نکالی گئیں اور اقوام متحدہ کے دفاتر میں یادداشتیں پیش کی گئیں۔ جن میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون پر زور دیا گیا کہ وہ **کشمیر پر بھارت کا غاصبانہ تسلط ختم کرانے اور کشمیریوں کو ان کا حق خود ارادیت دلانے میں اپنا کردار ادا کریں۔**''

آگے چل کر لکھا ہے:

''جگہ جگہ فوجی دستے تعینات تھے۔ اس کے باوجود کشمیریوں نے وادی کے طول وعرج میں احتجاجی مظاہرے کئے۔ کئی مقامات پر احتجاجی ریلیاں نکالی گئیں اور سیاہ پرچم لہرائے گئے۔ مظاہرین سے کشمیری رہنماؤں نے خطاب کرتے ہوئے اپنے اس عزم کو دہرایا: ''**حق خودارادیت سے کسی صورت دستبردار نہیں ہوں گے۔** کشمیر پر بھارت کے غاصبانہ تسلط کے خاتمے اور بھارتی فوج کے مکمل انخلاء تک ان کی جدوجہد آزادی جاری رہے گی۔ یہ ایک مسلّم صداقت ہے کہ مقبوضہ کشمیر پر **بھارت کا ناجائز قبضہ اقوام متحدہ کی قراردادوں اور عالمی قوانین کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔**''

(از اداریہ روزنامہ ''دن'' 29-10-2007)

### بزرگ صحافی م۔ش کا بھرپور تبصرہ

برصغیر کے بزرگ اور ممتاز صحافی م۔ش ''نوائے وقت'' میگزین مورخہ 6 مارچ 1992ء میں ''قربتیں اور فاصلے'' کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

''چوہدری ظفر اللہ خان نے پنجاب لیجسلیٹو کونسل سے لے کر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس تک سیاسیات میں اعلیٰ پایہ کا تعمیری کردار ادا کیا۔

وہ قائداعظم کی زندگی میں لیاقت علی خاں کی کابینہ میں وزیر خارجہ کی حیثیت سے بھرتی ہوئے۔ اور آج ہم کشمیر کے متعلق سکیورٹی کونسل کی جس قرارداد کو اساس بنا کر کشمیر کی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اسے سکیورٹی کونسل سے متفقہ طور پر پاس کروانے میں ظفر اللہ خان کا ہاتھ تھا۔ یہی نہیں۔ عرب ممالک کی جنگ آزادی میں اقوام متحدہ میں ان کی نمائندگی کا بھرپور کردار ظفر اللہ خاں نے پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت میں تاریخی کارنامے انجام دئے۔ ..........

قائداعظم نے چوہدری ظفر اللہ خان کو مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کے لئے نامزد کیا تاکہ وہ پارٹیشن کمیٹی (باؤنڈری کمیشن۔ ناقل) کے سامنے پیش ہوں۔ یہ سارا کیس تین جلدوں میں حکومت کی طرف سے شائع ہو چکا ہے اس میں کمیشن کے سامنے کانگریس، سکھوں اور مسلم لیگ کے کیس کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے جو چاہے اسے پڑھ سکتا ہے۔ قائداعظم معمولی انسان نہیں تھے وہ تاثرات کی بنا پر لوگوں کے متعلق رائے قائم کرنے کے عادی نہ تھے بلکہ وہ تجربے کی کسوٹی پر لوگوں کو پرکھا کرتے تھے **انہوں نے بہت سوچ بچار کے بعد ظفر اللہ خان کو مسلم لیگ کی نمائندگی کے لئے نامزد کیا تھا**...... میں نے بطور انسان چوہدری ظفر اللہ خاں کو ایک بہت دلکش انسان پایا۔''

(''نوائے وقت'' میگزین 6 مارچ 1992ء)

ہمیں افسوس ہے کہ شائد مضمون نگار اس بھرپور اور بیباک حوالے کا بہت برا منائیں گے اس لئے کہ

بات سچی تھی کچھ گراں گذری!!

### ایک اور دکھ کا اظہار

مضمون نگار لکھتے ہیں:۔

''رخصت ہوتے وقت استعماری آقاؤں نے ایک ایسے شخص کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنوایا، اسلام پاکستان اور بانیٔ پاکستان کے ساتھ جس کی وفاداریاں تادم آخر مشکوک رہیں۔''

(مضمون مطبوعہ 30 اکتوبر 2007ء)

اب اس کا کیا کیجئے کہ ایک مخصوص طبقے کو سر محمد ظفر اللہ خان کے وطن عزیز کے پہلے وزیر خارجہ بنائے جانے کا بڑا دکھ اور غصہ ہے۔ یہ لوگ قائداعظم جنہوں نے سر محمد ظفر اللہ خان کو خود وزیر خارجہ مقرر کیا تھا، پر تو براہِ راست انگلی نہیں اٹھا سکتے لیکن کسی نہ کسی بہانے اپنے غم وغصہ کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً جیسا کہ مضمون نگار نے لکھا ہے کہ جاتے جاتے انگریز ان کو وزیر خارجہ بنوا گئے۔ حالانکہ یہ عقلمند معترض یہ نہیں سوچتے کہ ان کی اس الزام تراشی کا براہِ راست قائداعظم نشانہ بنتے ہیں اور وہ اپنے قائد کی ہمالیہ جیسی عظیم اور مضبوط شخصیت پر حرف رکھنے کی ناکام کوشش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جس عظیم قائد نے اپنے بے لچک اور راست باز اصول اور بے مثال جرأتمندی کی بنا پر آخری وائسرائے ہند اور آزاد ہندوستان کے پہلے گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو اس کی تمام تر رعونت اور خواہش کے باوجود مملکتِ خداداد پاکستان کا گورنر جنرل بنانے سے صاف انکار کر دیا وہ بھلا کسی کے کہنے یا کسی کے دباؤ پر سر محمد ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ مقرر کرنے پر مجبور ہو گئے؟ ایسا سوچنے والے اور ایسا بے بنیاد دعویٰ کرنے والے قائداعظم جیسی باعظمت اور اُجلی واعلیٰ شخصیت پر داغ لگانے کی کوشش کرتے ہیں جو چاند پر تھوکنے کے مترادف ہے۔

اس عظیم قائد کے اعلیٰ کردار اور جرأت وہمت پر تو یہ شعر صادق آتا ہے۔

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جُنبش میں
جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

### ایک ''ثقہ راوی'' کے غیر ثقہ ہونے کا ثبوت

مضمون نگار نے اپنے 30 اکتوبر 2007ء کے مضمون میں یہ خبر بھی دی ہے کہ

''ایک ثقہ راوی کے مطابق قائداعظمؒ سے راجہ صاحب محمود آباد نے 1948ء میں کراچی میں آمد

کے موقع پر جب ملاقات کی تو قائداعظم نے راجہ صاحب کو آگاہ کیا ”قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کی وفاداریاں مشکوک ہیں، میں ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور یہ عملی اقدامات اٹھانے کے لئے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے۔“

(مضمون مطبوعہ 07-10-30 کالم نمبر3)

آپ کے ”ثقہ راوی“ کے غیر ثقہ راوی ہونے کے ثبوت میں یہی بات کافی ہے کہ آپ نے اس راوی کو گمنام کیوں رکھا ہے اور اس راوی نے اس قدر ناقابل یقین اور ناقابل اعتبار بات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کیا ٹھوس ثبوت مہیا کیا ہے؟

## حقائق کیا بتاتے ہیں؟

دوسرا جواب اس گول مول اور بے سروپا دعویٰ کا یہ ہے کہ حقائق تو کچھ اور بتاتے ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح کے لئے سر محمد ظفر اللہ خان کی شخصیت کسی طرح بھی اجنبی یا چھپی ہوئی نہیں تھی۔ غیر منقسم ہندوستان میں سر محمد ظفر اللہ خان کی سیاسی سرگرمیوں اور متنوع ذمہ داریوں اور متعدد مناصب کے لحاظ سے وقیع وکامیاب زندگی قائداعظم کے سامنے تھی۔

گول میز کانفرنس میں سر محمد ظفر اللہ خان کی فعال اور نمایاں کارکردگی کا مسٹر جناح مشاہدہ کر چکے تھے۔ وہ سر محمد ظفر اللہ خان کو بحیثیت ایک پروفیشنل وکیل بھی اور فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے ایک قابل جج کے لحاظ سے بھی خوب جانتے اور پہچانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے باقاعدہ قیام سے بھی پہلے جب جولائی 1947ء میں ریڈ کلف کمیشن (پنجاب باؤنڈری کمیشن) کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کا مرحلہ آیا تو قائداعظم نے سارے ہندوستان میں سے سر محمد ظفر اللہ خان کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے لئے چنا۔ اور پھر سر محمد ظفر اللہ خان نے بھی جس خلوص اور جانفشانی سے اس مقدس قومی فرض کو نبھایا اس کے متعلق قارئین کرام اثر انگیز حوالے پڑھ چکے ہیں۔

## قیام پاکستان کے بعد بھی اعتماد کا سلسلہ مسلسل جاری رہا

جیسا کہ پہلے حوالہ دیا جا چکا ہے قائداعظم نے باؤنڈری کمشن کے سامنے سر محمد ظفر اللہ خان کی بے لوث اور بے مثال کارکردگی پر بے حد اطمینان اور خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ آپ سر محمد ظفر اللہ خان کی قابلیت، اعلیٰ قانونی وسیاسی مہارت اور اخلاص اور محنت سے خوب متاثر اور واقف کار تھے۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ پاکستان بننے کے فوراً بعد آپ نے سر محمد ظفر اللہ خان کو اقوام متحدہ میں بھیجے جانے والے پہلے وفد کا قائد بنایا چنانچہ سر محمد ظفر اللہ خان نے اقوام متحدہ پہنچ کر پاکستان کو اقوام متحدہ کا ممبر بنوانے کا فریضہ انجام دیا اور مسئلہ فلسطین کی بحث میں بھرپور اور کامیاب حصہ لیا اور عربوں کے دل جیت لئے۔ اس کے بعد اسی سال یعنی 1947ء میں قائداعظم نے سر محمد ظفر اللہ خان کو خاص طور پر ارشاد فرمایا کہ وہ ریاست بھوپال کی طرف سے سونپی گئی ذمہ داریوں سے فارغ ہو کر حکومت پاکستان کی خدمت کے لئے آ جائیں۔ چنانچہ قائداعظم نے 25 دسمبر 1947ء کو خود سر محمد ظفر اللہ خان کو پاکستان کا وزیر خارجہ مقرر کیا۔ تو یہ ہیں جناب تاریخ پاکستان کے واضح حقائق!! اور آپ اس کے مقابل پر کسی فرضی اور گمنام ”راوی“ کی بات کر رہے ہیں۔ تاریخی حقائق تو یہ بتاتے ہیں کہ سر محمد ظفر اللہ خان وہ کامگار وخوش نصیب انسان ہیں جن کو قائداعظم کا اعتماد بفضلِ خدا آخری دم تک حاصل رہا اور اس کا ناقابلِ تردید ثبوت یہ ہے کہ سرکاری ریکارڈ کے مطابق قائداعظم نے بطور گورنر جنرل جو آخری دستخط فرمائے اور جس کے بعد لمبی علالت کے باعث صحت کی مسلسل کمزوری اور انحطاط کے باعث وہ جلد اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔ وہ دستخط اس سرکاری کاغذ پر تھے جس کے متعلق قائداعظم کے سیکرٹری فرخ امین بیان کرتے ہیں:۔

”بیماری کے پورے زمانے میں قائداعظم نے اس وقت تک سرکاری کاموں کا سلسلہ جاری رکھا جب تک ان میں ذرا بھی سکت باقی رہی...... مجھے وہ دن ہمیشہ یاد رہے گا جب انہوں نے یو،این، او میں پاکستان کی نمائندگی کرنے کے لئے سر محمد ظفر اللہ خان کو پورے اختیارات دینے کے لئے آخری سرکاری کاغذ پر دستخط کئے۔“

(کتاب ”زندہ قائد اعظم“ صفحہ34 ناشر مکتبہ شاہکار اردو بازار لاہور)

باقی جو لوگ سر محمد ظفر اللہ خان کو قائداعظم کا معتمد اور باوفا و باصفا ساتھی ہونے کو ناپسند کرتے ہیں۔ ان کی خدمت میں یہ شعر ہی پیش کیا جا سکتا ہے:

جب بھی آتا ہے میرا نام تیرے نام کے ساتھ
جانے کیوں لوگ میرے نام سے جل جاتے ہیں!

## اور آگے چلئے

یہ حقیقت تاریخِ پاکستان کے اوراق پر ثبت ہے اور ہر صاحب علم کو معلوم ہے کہ قائداعظم کی وفات حسرتِ آیات کے بعد بھی سر محمد ظفر اللہ خان قائداعظم کے دستِ راست صاحبزادہ لیاقت علی خان کے پورے دور میں پاکستان کے وزیر خارجہ کے عہدے پر فائز رہے اور اس دوران بھی مسئلہ کشمیر کے چمپیئن کے طور پر اقوام متحدہ کے فورم پر بھی بروئے کار رہے۔ صاحبزادہ لیاقت علی خان کی اکتوبر 1951ء میں المناک شہادت کے بعد جب قائداعظم کے ایک اور نیک نام ساتھی خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان بنے تو انہوں نے بھی اپنے دور میں پورے اعتماد کے ساتھ وزارتِ خارجہ کی ذمہ داری اور سربراہی سر محمد ظفر اللہ خان کو سونپے رکھی۔

(باقی آئندہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

**Contact:**

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

# نماز جنازہ حاضر

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 18/مارچ 2008ء قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ امۃ الرشید قریشی صاحبہ (اہلیہ مکرم قریشی ضیاء الحق صاحب آف ہنسلو نارتھ)** کی نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ 16 مارچ کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ انتہائی نیک اور سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمت بجالاتی رہیں۔ وفات کے وقت نائب صدر لجنہ ہنسلو کے طور پر خدمت سرانجام دے رہی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ حضرت مولوی محمد عثمان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی، قریشی عبدالغنی صاحب آف گولبازار ربوہ کی بیٹی اور مکرم عبدالجلیل صادق صاحب (صدر مجلس صحت مرکزیہ) اور مکرم عبدالحلیم سحر صاحب (افسر امانت تحریک جدید ربوہ) کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

## نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

### (1) مکرم مولانا محمد عمر علی صاحب (استاد جامعہ احمدیہ۔ قادیان)

آپ 26۔ دسمبر 2007ء کو قادیان میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم برہمن بڑیہ (بنگلہ دیش) سے 1946 میں حصول تعلیم کی غرض سے قادیان آئے۔ 1951 میں جب مدرسہ احمدیہ میں تدریس کا سلسلہ شروع ہوا تو اس کے ابتدائی چار طلباء میں آپ بھی شامل تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ریٹائرمنٹ تک مدرسہ احمدیہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ 1991 سے وفات تک صدر انجمن احمدیہ قادیان اور تحریک جدید قادیان کے ممبر رہے۔ اسی طرح قاضی سلسلہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نیک، خوش اخلاق، حلیم الطبع اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے فدائی احمدی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے مکرم ناصر علی عثمان صاحب ہیں جن کو جلسہ قادیان 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی موجودگی میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور رحمہ اللہ کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھنے کی سعادت ملی۔ مرحوم موصی تھے اور بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ درویشان میں تدفین عمل میں آئی۔

### (2) مکرمہ بشیر بیگم صاحبہ (اہلیہ چوہدری غلام حسین صاحب مرحوم درویش قادیان)

مرحومہ کچھ عرصہ سے اپنی بیٹی کے پاس کلکتہ میں مقیم تھیں اور بوجہ پیرانہ سالی کمزوری کے بڑھ جانے پر قادیان لے جانے کا اصرار کرتی رہیں۔ اسی خواہش میں قادیان کی طرف سفر شروع کیا کہ راستہ میں ہی 18۔ نومبر 2007ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ مرحومہ نے اپنے درویش خاوند کے ساتھ لمبا عرصہ نہایت نامساعد حالات میں صبر وشکر کے ساتھ وقت گزارا اور اپنے بچوں کی اچھی تربیت کی۔ پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

### (3) مکرم میاں محمد عاشق صاحب (سابق سیکرٹری مال۔ ساہیوال)

آپ 28۔ دسمبر 2007ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم ساہیوال جماعت میں دس سال تک بطور سیکرٹری مال خدمت بجالاتے رہے۔ نیز آپ نے ساہیوال کے اسیران راہ مولیٰ کی خدمت کی بھی توفیق پائی۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم حاذق رفیق صاحب کو بھی 10 سال اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مرحوم بہت دیندار، مخلص اور جماعت کے ایک فعال کارکن تھے۔

### (4) مکرم مرزا محمد رفیع صاحب (ابن مکرم مرزا حسین بیگ صاحب۔ سابق امیر جماعت کنری)

آپ 24۔ فروری کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم جماعتی خدمات بجالانے کا شوق رکھتے تھے۔ بحیثیت امیر جماعت کنری 22 سال تک نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو 1985ء کی کلمہ مہم میں اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مرحوم موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں بلند مقامات عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور خود اُن کا نگہبان ہو۔ آمین۔

بقیہ: خلافت اسلامیہ از صفحہ نمبر 4

اور وہ خلفاء کا ادب نہیں جانتے تھے اس لئے وہ اس قسم کے اعتراض کر دیتے تھے یہی لوگ جب اور بڑھے تو حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں سخت فتنہ کا موجب ہوئے اور آپؓ شہید ہوئے۔ حضرت علیؓ کے زمانہ میں ان کی شرارت اور بھی بڑھ گئی۔ اگر ان کی تقلید پر مسلمان اُتر آئے تو ان کا خدا ہی حافظ ہے۔ اگر یہ اعتراضات کوئی اعلیٰ حریت کا نمونہ تھے تو کیا وجہ کہ صحابہ کبار کی طرف سے نہ ہوئے۔ اگر یہ خوبی تھی تو سب سے زیادہ اس کے عامل عشرہ مبشرہ ہوتے مگر ان کی خاموشی ثابت کرتی ہے کہ وہ اس فعل کو جائز نہ سمجھتے تھے۔

## حضرت عمرؓ کا اپنا قول

کچھ لوگ حضرت عمرؓ کا ایک قول نقل کرتے ہیں کہ تم میری خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔

مگر اس سے بھی پارلیمنٹ کا نتیجہ نکالنا غلط ہے کیونکہ رسول کریم ﷺ بھی اطاعت کے عہد میں یہ شرط کرتے تھے کہ امر بالمعروف میں میری پیروی کرنا۔

(بخاری کتاب مناقب الانصار باب وفود الانصار (الخ)

تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ نعوذ باللہ رسول کریم ﷺ بعض حکم خراب بھی دیتے تھے اور ان کی پیروی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ پس اس سے پارلیمنٹ کا ثبوت نکالنا غلطی ہے اب میں کافی طور سے ثابت کر چکا ہوں کہ اسلامی خلافت کا طریق یہ تھا کہ ایک خلیفہ عمر بھر کے لئے منتخب ہوتا تھا اور وہ ایک مجلس شوریٰ سے مشورہ لے کر کام کرتا تھا مگر اس کے مشورہ کا پابند نہ ہوتا تھا اور جو لوگ ایک پارلیمنٹ کا وجود ثابت کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ (الفضل 14/ جولائی 1913ء)

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

## محترم مولانا ظہور حسین صاحب مجاہد بخارا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28/دسمبر 2006ء میں محترم مولانا ظہور حسین صاحب کا ایک انٹرویو شائع ہوا ہے جو دسمبر 1977ء میں رسالہ ''تشحیذ الاذہان'' کی زینت بن چکا ہے۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ میری پیدائش غالباً 1899ء کی ہے۔ہم تین بھائی تھے۔میرے والدمحترم شیخ حسن بخش صاحب میرے بچپن میں ہی امرتسر میں وفات پا گئے جس کے بعد بڑے بھائی شیخ محمد حسین صاحب (انسپکٹر ڈاکخانہ جات جہلم) مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور منجھلے بھائی شیخ مظہر صاحب تعلیم کے لئے قادیان چلے گئے۔جہلم میں مَیں چوتھی جماعت میں پڑھتا تھا لیکن میرا دل بالکل نہیں لگتا تھا اس لئے 1910ء میں مجھے قادیان بھجوادیا گیا جہاں میرا دل ایسا لگا کہ گھر آنے کو بھی نہ چاہتا تھا۔قادیان میں مَیں پانچویں جماعت میں داخل ہوگیا۔ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر مکرم مولوی صدر الدین صاحب نے چند دنوں کے بعد مجھے مشورہ دیا کہ تم کمزور ہو اس لئے چوتھی جماعت میں ایک سال اَور لگاؤ۔ میرے منجھلے بھائی نے میری طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں درخواست لکھی کہ میں یتیم ہوں اور پانچویں جماعت میں ہوں لیکن ہیڈ ماسٹر صاحب مجھے چوتھی جماعت میں داخل کر رہے ہیں ازراہ شفقت مجھے پانچویں میں ہی رہنے دیا جائے۔ جب مَیں نے خود حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر درخواست پیش کی تو آپؓ نے لکھا کہ اسے مدرسہ احمدیہ میں داخل کر لیا جائے۔ میں سمجھا کہ مجھے پانچویں جماعت میں ہی رہنے دیا جائے گا لیکن میرے بھائی نے کہا کہ حضورؓ نے تو فرمایا ہے کہ اسے عربی مدرسہ میں پڑھایا جائے جہاں عربی کی بڑی بڑی کتب پڑھنی پڑیں گی اور وہ تم کیسے پڑھو گے؟

میں دوبارہ حضورؓ کے پاس گیا اور عرض کی کہ نہ میرے باپ نے عربی پڑھی اور نہ ہی میرے دادا نے۔ مجھے تو قرآن کریم بھی اچھی طرح پڑھنا نہیں آتا، عربی کی اتنی بڑی بڑی کتابیں کس طرح پڑھوں گا؟۔ حضورؓ نے بڑے جوش سے انگلی ہلا کر فرمایا: ''تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم مدرسہ احمدیہ میں پڑھو''۔ آپؓ کے اس فرمان کا مجھ پر گہرا اثر ہوا اور میں نے بھائی سے کہا کہ میں اب مدرسہ احمدیہ میں ہی پڑھوں گا۔ چنانچہ میں مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت میں داخل ہوگیا۔

میری درخواست پر حضورؓ نے مولوی محمد علی صاحب کو میرا وظیفہ لگانے کا ارشاد فرمایا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ بجٹ میں زیادہ سے زیادہ چھ روپے ماہوار کی گنجائش ہے۔اس پر حضورؓ نے فرمایا کہ باقی رقم میں خود ادا کروں گا۔ چند دنوں بعد جب حضورؓ درس دینے کے لئے مسجد تشریف لائے تو میں حضور کے سامنے صف پر بیٹھا ہوا تھا۔حضور نے میرا نام لئے بغیر میرا سارا واقعہ بتایا۔درس کے بعد حضورؓ نے ایک ہاتھ میرے کندھے پر رکھا اور فرمایا: ''تم سمجھتے ہو خدا تعالیٰ عربی پڑھنے والوں کو رزق نہیں دیتا، مجھے دیکھو میں نے بھی تو عربی کے یہی حروف پڑھے ہیں''۔خدا شاہد ہے کہ آج تک مجھے رزق کی تنگی نہیں ہوئی۔

اس زمانہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحبؓ مدرسہ احمدیہ کے افسر تھے اور یہی تلقین فرمایا کرتے تھے کہ اس مدرسہ کے قیام کی اصل غرض حضرت عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ کے قائم مقام علماء پیدا کرنا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی دنیا کمانا چاہتا ہے تو وہ چلا جائے۔

کچھ دنوں بعد میرے بڑے بھائی کو میرے وظیفہ کے بارہ میں پتہ چلا تو انہوں نے فوراً خط لکھا کہ اس کا وظیفہ بند کیا جائے اور بیس روپے بھیج دیئے۔

جب حضرت مصلح موعودؓ نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ: ''کوئی سلسلہ تنخواہوں کے ذریعہ تبلیغ کرکے کامیاب نہیں ہوا اس لئے نوجوان اس عہد کے ساتھ اپنی زندگیاں وقف کریں کہ کسی موقع پر بھی ہم سے کچھ نہیں مانگیں گے اور ہم جہاں چاہیں ان کو بھیجیں گے''۔ اس پر اس عاجز نے بھی زندگی وقف کرنے کی درخواست پیش کردی۔

1920ء میں مَیں نے مولوی فاضل پاس کیا تو بھائی کی خواہش تھی کہ مَیں B.A. کروں۔ جب مَیں نے اپنی زندگی وقف کرنے کا بتایا تو بھائی نے علیحدہ خرچ بھیجنے پر معذرت کرلی۔ پھر مَیں حضورؓ کی ہدایت پر مربیان کلاس میں داخل ہوگیا۔ جب تین سال بعد مربیان کلاس فارغ ہوئی تو فتنہ ارتداد جاری تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے مجھے کشمیر جانے کا ارشاد فرمایا۔ حضورؓ کے پرائیویٹ سیکرٹری مولانا عبدالرحیم صاحب دردؓ نے مجھے ہدایت دی کہ کسی سے کچھ مانگنا یا لینا نہیں ہے۔راستہ میں مجھے خیال آیا کہ گزارہ کیسے ہوگا؟ تو معاً اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ صحابہ کرام ایک کھجور کھا کر گزارہ کرتے تھے۔ میں چنے کھا کر گزارہ کر لوں گا۔اسی طرح صحابہ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے تھے، میں بھی کھالوں گا۔

جب میں جموں پہنچا تو انجمن نے مجھے کرایہ کے پانچ روپے دیئے اور جموں سے 42 میل کے فاصلہ پر ایک علاقہ میں بھیجا۔لیکن میں نے کرایہ لینے سے انکار کر دیا۔اسی اثناء میں ناظر صاحب دعوت الی اللہ کا خط آیا کہ تمہارا ماہانہ الاؤنس پندرہ روپے مقرر کیا جاتا ہے۔ میں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور ادھم پور پہنچ کر کام شروع کردیا۔آریوں کا ایک نوجوان مبلغ وہاں آیا ہوا تھا اور عصر کے بعد سر بازار تقریر کرتا تھا۔اُس سے مقابلہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے نمایاں کامیابی عطا فرمائی۔

قادیان واپس پہنچنے پر حضرت مصلح موعودؓ سے ملاقات ہوئی۔ دفتر نے بتایا کہ حضورؓ نے مجھے روس بھجوانے کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ اس پر میں نے فارسی سیکھنی شروع کردی۔شہزادہ عبدالمجید صاحب بھی تہران تک میرے ساتھ جا رہے تھے۔ حضور نے ہمارے لئے سوسو روپیہ کی منظوری عنایت فرمائی۔ جب حضورؓ 1924ء میں لندن کے لئے روانہ ہوئے تو ہم بھی امرتسر تک حضور کے ہمراہ گئے۔ وہاں سٹیشن پر حضورؓ نے ہمیں دعا کرا کے رخصت کیا۔ ہم لاہور، کوئٹہ اور رباب سے ہوتے ہوئے مشہد (ایران) پہنچ گئے۔ یہ سارا سفر کچھ پیدل، کچھ خچروں پر اور کچھ گھوڑا گاڑی پر ڈیڑھ ماہ میں کیا۔مشہد میں مجھے تپ محرقہ ہوگیا۔شہزادہ صاحب تو تہران چلے گئے لیکن میں 21 دن بیمار رہا۔ باوجود بہت کوشش کے پاسپورٹ بھی نہ ملا۔ چنانچہ ایک نوجوان کی مدد سے ایک رات سرحد پار کرنے کی کوشش کی لیکن انگریزوں کا جاسوس ہونے کے شبہ میں گرفتار کرلیا گیا۔ پندرہ دن وہاں رہا۔ پھر تین ماہ سمرقند کے سیاسی قید خانہ میں گزارے۔ اس عرصہ میں نہ تو غسل کرسکا اور نہ لباس تبدیل کرسکا۔ اس دوران میرا پیارا خدا خوابوں میں مجھے تسلی دیتا رہا۔ ایک بار حضورؓ نے خواب میں مجھے ڈانٹا کہ میں نے تمہیں تبلیغ کے لئے بھیجا ہے اور تم چپ کرکے بیٹھے ہو۔ اس پر میں بہت شرمندہ ہوا اور استغفار کیا اور ایک ساتھی قیدی سے روسی زبان سیکھنی شروع کردی۔ انہی دنوں ایک ایرانی کو میرے متعلق خواب آئی کہ مجھے تاشقند لے گئے ہیں اور مجھے گولی مار دینے کا فیصلہ ہوا ہے۔ جب باہر لے جانے لگے تو آواز آئی کہ اس کو نہ مارو یہ میرا بندہ ہے۔ آواز صاف تھی لیکن کہنے والے کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ دوبارہ آواز آئی۔ اس کے بعد میرے سوا سب لوگ زمین میں دھنس گئے۔

مجھے تاشقند اور ماسکو میں جو تکالیف آئیں وہ بالکل اس خواب کی شرح تھیں۔ بعض دفعہ مجھے مرنے کا یقین ہوگیا تھا۔ تین ماہ اشک آباد میں گزار کر مجھے تاشقند لے جایا گیا۔ وہاں پہ میرا باقاعدہ بیان لینا شروع ہوا۔ کئی دفعہ وہ مغرب کے وقت شروع کرتے اور سحری کے وقت تک میرا بیان لیتے رہتے۔ جب اِس سے یہ بات نہ معلوم ہوسکی کہ میں جاسوس ہوں تو انہوں نے تاشقند کے ایک تجربہ کار جاسوس عبدالقادر کو میرے کمرہ میں قیدی کی شکل میں بھیجا تاکہ وہ سراغ لگائے کہ میں جاسوس ہوں یا نہیں۔ اس سے اگلے دن میں نے خواب دیکھا کہ میرے اس کمرہ میں 7,8 قیدی میرے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں اور تشہد کی حالت میں ان میں سے ایک نے میری آنکھوں میں چولہے کی راکھ ڈالی ہے جس سے میری آنکھ مکدر ہوگئی ہے۔ میں نے سمجھا کہ مجھے ان میں سے کسی سے تکلیف پہنچے گی۔ چنانچہ چند ہی دن بعد عبدالقادر نے حکومت کو بتایا کہ یہ انگریزوں کا جاسوس ہے جس پر دوسرے قیدیوں نے بھی ڈر کر مجھ سے تعلقات ختم کردیئے۔

اس کے بعد مجھے ایک زمین دوز قید خانہ میں لے گئے۔ ایک رات سپاہیوں نے آکر مجھے اپنا بستر باندھنے کو کہا۔ اُن کے ساتھ عبدالقادر بھی تھا۔ وہ باہر نکلے تو میں نے اپنے ساتھیوں کو جگادیا کہ یہ مجھے لے جارہے ہیں۔ دوسرے قیدی میرے بہت معتقد تھے اور کئی دل سے احمدی تھے۔ کچھ دیر بعد جب عبدالقادر اور سپاہی آئے تو اُنہیں سب کو جاگتا دیکھ کر بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ ایک کاغذ اپنی طرف سے جاسوسی کے متعلق لکھ کر میرے بستر میں ڈال دیں۔ ایک قیدی نے میرے بستر کا ایک ایک کپڑا اجھاڑا اور پھر بچھایا جس کی وجہ سے سپاہی اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ قیدیوں نے بڑی محبت سے مجھے الوداع کیا۔ ترک قیدی میرا بستر اٹھا کر باہر تک لایا۔ پھر رات کو ایک کمرہ میں مجھے مارا گیا اور میری مشکیں باندھ کر دونوں ہاتھ پیچھے باندھے جس سے بے حد درد ہوا۔ پھر مجھے لٹا کر دوبارہ باندھا اور ایک چھوٹا تختہ منگا کر اس پر لٹا کر پھر باندھ دیا۔ ساری رات میں بندھا رہا اور دعا کرتا رہا کہ: ''اے خدا! تُو میرے آقا کو خبر دے کہ مجھے یہ تکلیف ہے تاکہ وہ تیرے حضور دعائیں کریں اور میری مشکل کشائی ہو''۔ رہائی کے بعد قادیان آکر مجھے پتہ چلا کہ حضورؓ کو اسی رات میری تکلیف دکھائی گئی۔ دوسرے ہی دن حضورؓ نے مفتی محمد صادق صاحبؓ ناظر امور خارجہ کو فرمایا کہ برطانیہ کے نمائندہ کی معرفت ماسکو خط لکھو کہ ہم نے اپنا ایک مربی ایک سال سے وہاں بھیجا ہوا ہے جس کی ہمیں کوئی خبر نہیں۔ ہمیں شک ہے کہ وہ قید میں ہے اور اس کو تکلیف دی جارہی ہے۔

اُس رات مجھے باندھا گیا تو میرے پیشاب میں تیزابی مادہ پیدا ہوگیا اور پیٹ کا اوپر والا حصہ بہت متاثر ہوا۔ میری بیماری کو دیکھ کر ایک بڑا افسر آیا تو میں انہیں سارا ظلم وستم بتایا۔ اس پر افسر نے مجھے ہسپتال بھجوادیا جہاں مَیں دو ماہ زیر علاج رہا۔ جب واپس آیا تو وہ افسر جو مجھے تکلیف دیتا تھا وہاں سے تبدیل ہو گیا تھا۔ پھر ایک صبح کوئی بڑا افسر آیا تو خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ تمہارے لئے برکت کا موجب ہوگا۔ وہ افسر معائنہ کرکے چلا گیا اور تیسرے دن اس نے مجھے اپنے دفتر میں بلایا۔ جب میں جارہا تھا تو خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ زار روس کی پیشگوئی بیان کروں۔ کمرہ میں مجھے کرسی دی گئی۔ ترجمان ایک ترک نوجوان تھا جو میرے لمبے بیانات بھی ترجمہ کرتا رہا تھا اور تقریباً احمدی ہوچکا تھا۔ افسر نے پوچھا کہ اگر واقعی خدا ہے اور تمہارے امام نے تمہیں توحید کی اشاعت کے لئے بھیجا ہے تو ہمیں کوئی نشان دکھاؤ۔ میں نے پوچھا: کونسا نشان؟۔ کہنے لگا کہ تمہارے امام کو علم ہوجائے کہ تم یہاں ہو اور وہ اس کے لئے کوشش کرے اور تمہیں بھی علم ہوجائے۔ میں نے بڑے آرام سے اُسے کہا کہ ان کو علم ہوگیا ہے اور خدا نے مجھے خبر دی ہے کو حضور کوشش کررہے ہیں۔ اُس نے دو تین دفعہ زور دے کر پوچھا کہ میں نشان مانگتا ہوں۔ جبکہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ علم ہوچکا تھا کہ حضور کو پتہ لگ گیا ہے اور یہ افسر محض میرا امتحان لے رہا ہے۔ میں نے کہا کہ جس طرح یہ رات اور آپ میرے افسر ہیں۔ اس سے بھی زیادہ مجھے یقین ہے کہ ایسا ہوچکا ہے تو اس نے مسکرا کر منہ دوسری طرف کرلیا۔ پھر پوچھا کہ تم مجھے اپنے حق میں کیسا سمجھتے ہو؟ تو میں نے کہا کہ دو دن قبل جب آپ آئے تھے تو خدا نے مجھے اطلاع دی تھی کہ آپ کا وجود میرے لئے برکتوں کا باعث ہے۔ اس کے بعد میں نے زار روس کے بارہ میں حضرت مسیح

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3/فروری 2007ء میں ''نماز عشق'' کے عنوان سے مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کی نظم شائع ہوئی ہے۔اس نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

وضو اشکوں سے کرنا تو نماز عشق ادا کرنا
خدا والوں کی سنت ہے کہ یوں یاد خدا کرنا
کئی سالوں سے جس کے منتظر تھے تم خدا والو
''مبارک ہو تمہیں'' برلن ''میں مسجد کی بنا کرنا''
خدیجہ نام جس کا حضرتِ مسرور نے رکھا
عبادت کے حسیں زیور سے اس کو ہے سجا کرنا
ترے بندے نے تیرے نام سے یہ ابتدا کردی
یہ تیرا کام ہے مولیٰ اسے اب انتہا کرنا

موعودؓ کی پیشگوئی کا تفصیلی ذکر کیا۔ افسر نے پوچھا کہ کیا یہ پیشگوئی واقعہ سے پہلے کی ہے؟ میں نے کہا یقیناً اور یہ پیشگوئی ''براہین احمدیہ'' میں موجود ہے اور میری ان کتابوں میں موجود ہے جو آپ کے پاس ہیں۔

میرے بیان کا اس پر بڑا اثر ہوا اور کہنے لگا کہ تم آرام کی نیند سویا کرو، تمہارے خلاف کوئی شکایت کریگا تو نہیں مانوں گا۔ کچھ دنوں بعد مجھے ماسکو کے قید خانہ میں بھیج دیا گیا۔ انہوں نے مجھے کہا تم جاسوس ہو اور جاسوس کی سزا گولی ہے۔ تمہیں تین دن کی مہلت دیتے ہیں، صحیح صحیح بتا دو!۔ خدا تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ جس قدر وہ لوگ مجھے تکلیف دیتے تھے حضرت مصلح موعودؓ کی محبت میرے دل میں بڑھتی چلی جاتی تھی۔ اس عرصہ میں انہوں نے مجھے بہت تکالیف دیں۔ کپڑے اتار کر سخت سردی میں ساری رات تہہ خانے میں رکھا گیا۔ چھوٹے سے کمرہ میں کئی مہینے تنہا بند رہا۔ حتیٰ کہ رفع حاجت کے لئے صرف ایک برتن دیا گیا۔ بعض دفعہ لوہے کی چارپائی پر مشکیں باندھ دیتے تھے۔ جب زار کے بعد لینن روس کا سربراہ بنا تو اس نے کہا تھا کہ خدا نہیں ہے تب کئی پادری قتل کرا دیئے گئے، سینکڑوں لوگ جلا وطن کئے گئے اور خدا کے جنازے اٹھائے گئے۔ پھر چار ماہ بعد مجھے دوسرے قیدیوں کے ساتھ منتقل کیا گیا تو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں جوش پیدا کیا اور مَیں نے اُن پچیس آدمیوں کو خدا کے بارہ میں 15 منٹ تک بتایا۔

چونکہ میں بہت کمزور ہو گیا تھا اس لئے مجھے ہسپتال بھیجا گیا۔ ایک دن خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اگر یہ پوچھیں کہ خدا ہے؟ تو روسی میں جواب دینا۔ اس کے تیسرے دن ایک سپاہی نے کہا کہ افسر بلا رہے ہیں۔ میں گیا تو 20 افراد بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھ سے پہلا سوال کیا کہ کیا خدا موجود ہے؟ تو میں نے کہا کہ خدا ہے اور مجھے یقینی طور پر اس بات کا پتہ ہے اور لینن نے بہت برا کیا جو یہ کہا کہ خدا نہیں ہے۔ میں کافی دیر تک ہستی باری تعالیٰ کے متعلق بیان کرتا رہا جس کے بعد وہ سب ادب سے مجھ سے ملے اور مصافحہ کیا۔

پندرہ دن بعد ایک سپاہی آیا اور پوچھا کہ ''ظہور حسین کون ہے'' اور بتایا کہ تمہیں جلد ہی ہندوستان بھیجا جائے گا۔ مجھے پچاس روپے دیئے گئے۔ دو سال بعد پہلی دفعہ کچھ انگور، بسکٹ اور انڈے منگوائے اور خدا کا بہت شکر ادا کیا۔ میں سمندری جہاز کے ذریعہ تہران پہنچا جہاں شہزادہ عبدالمجید صاحب سے ملاقات ہوئی۔ پھر بغداد اور بصرہ کے راستہ کراچی پہنچا اور ایک ہفتہ کے بعد قادیان مقدس پہنچ گیا۔ میری آمد کی خوشی میں قادیان کے اداروں میں چھٹی کر دی گئی۔

قید خانے میں مجھے حضور کی دعاؤں پر اتنا یقین تھا کہ میں کئی دفعہ کہتا کہ رشتہ داروں کو بھی میرا اتنا فکر نہیں جتنا حضورؓ کو ہے۔ مجھے حضورؓ کی عظمت کی جھلک بھی دکھائی گئی اور میں نے بہت استغفار کیا کہ میں نے حضور کی قدر نہیں کی۔ قید کے دوران ہی میں نے کئی خوابوں میں دیکھا کہ بہت سے روسی قادیان آئے ہیں۔

قادیان واپس پہنچ کر پنجاب، یوپی اور اڑیسہ، کلکتہ اور بہار میں جماعت کی خدمت کرتا رہا۔ جامعہ نصرت میں دینیات کی کلاس کو پڑھاتا رہا۔ ایک سال مدرسہ احمدیہ قادیان میں اور دو تین سال جامعہ احمدیہ ربوہ میں پروفیسر رہا۔ 1957ء میں ریٹائرڈ ہوا جس کے بعد چیف انسپکٹر مال کے فرائض 5 سال تک انجام دینے کی توفیق پائی۔ انچارج رشتہ ناطہ بھی رہا۔ مسجد اقصیٰ قادیان اور پھر ربوہ میں 30 سال تک قرآن کریم کا درس دینے کی سعادت پائی۔ جلسہ سالانہ پر بھی دو سال تقاریر کی توفیق ملی۔

## محترم چوہدری عبدالکریم صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13/دسمبر 2006ء میں مکرم مولانا محمد ابراہیم بھامبڑی صاحب نے اپنے والد محترم چوہدری عبدالکریم صاحب کا ذکر خیر کیا ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ میرے والد مکرم چوہدری عبدالکریم صاحب موضع بھامبڑی ضلع گورداسپور کے رہنے والے جٹ ریاڑ زمیندار تھے۔ ستمبر 1931ء میں 78 سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد فوت ہوئے۔ احمدی ہونے سے قبل میرے والد صاحب فرقہ اہلحدیث سے تعلق رکھتے تھے اور اپنی نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے گاؤں میں بہت معزز اور مکرم تھے۔ گاؤں کے لوگ اپنے تنازعات کا فیصلہ آپ سے کرایا کرتے تھے۔ رفاہ عامہ کا کام بہت کیا کرتے تھے۔ اتنے پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن چونکہ علماء کے ساتھ کثرت سے اٹھنا بیٹھنا تھا۔ اس لئے دینی معلومات بہت وسیع تھیں اور پنجابی زبان میں خوب تقریر کر لیا کرتے تھے۔ آپ کی تقاریر میں لفاظی نہیں ہوتی تھی دل سے بات نکلتی تھی۔

آپ نے 19-1918ء میں احمدیت قبول کی۔ اس وقت ہم دونوں بھائی چھوٹے تھے۔ والد صاحب ہر جمعہ قادیان آکر پڑھا کرتے۔ ہمارا گاؤں قادیان سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے چنانچہ کبھی کبھی ہمیں بھی ساتھ لاتے اور جمعہ کے بعد حضرت مصلح موعودؓ سے ملاقات بھی کراتے۔ ایک بار حضورؓ سے عرض کیا کہ حضور مجھے ایک غم لگا رہتا ہے اور وہ یہ کہ میں بوڑھا ہو رہا ہوں اور میرے یہ دو بچے چھوٹے ہیں۔ میں فکرمند رہتا ہوں کہ میرے بعد یہ بچے مبادا دشمنوں کے قابو میں آجائیں۔ حضور نے ہم سے پیار کرتے ہوئے والد صاحب کو تسلّی دی اور دعا کا وعدہ فرمایا۔

والد صاحب نے ہماری بہت اچھی تربیت کی۔ ہمیں درّثمین لادی اور نظمیں یاد کرائیں۔ چنانچہ ایسی چاٹ لگی کہ اِس 92 سال کی عمر میں بھی مجھے حضرت اقدسؑ کے اردو، عربی، فارسی سینکڑوں اشعار زبانی یاد ہیں۔ یا عین فیض اللہ والعرفان کا قصیدہ بھی زبانی یاد ہے اور روزانہ پڑھتا ہوں۔ کلام محمود کی نظمیں اور صحابہ کرام کا بہت سا کلام مجھے ازبر ہے۔ ''درّعدن'' ازبر یاد ہے۔ حضرت مسیح موعود کی ساری کتب تین بار، ملفوظات، انوار العلوم کی سولہ جلدیں، تفسیر کبیر، سوانح فضل عمر پانچ جلدیں، تاریخ احمدیت کی 16 جلدیں، خطبات محمود 10 جلدیں، صحاح ستہ، خطبات نکاح یہ علوم کے خزانے پڑھے ہیں۔ شغل کے طور پر یجروید، ستیارتھ پرکاش، بلھے شاہ کی کافیاں، یوسف زلیخا، بہشتی زیور، بائبل کا مطالعہ بھی کیا ہے مگر قدر کیا پتھر کی لعل بے بہا کے سامنے!۔

ایک دفعہ جمعہ کی نماز کے لئے والد صاحب ہمیں لا رہے تھے۔ راستہ میں سکھوں کا گوردوارہ تھا۔ وہاں ایک سردار نے والد صاحب سے کہا کہ آج ہمارے گوردوارہ میں ہی عبادت کرلیں۔ والد صاحب نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ ہم نے وضو کیا۔ سکھوں کی موجودگی میں میرے چھوٹے بھائی عبدالعزیز نے اونچی اور سریلی آواز سے اذان دی۔ پھر والد صاحب نے پنجابی زبان میں دنیا کی بے ثباتی کے مضمون پر دس پندرہ منٹ خطبہ دیا اور موجود سکھوں نے بھی بڑی توجہ سے تقریر سنی۔ بعدہٗ ہم نے جمعہ کی نماز پڑھی۔ سکھوں نے خطبہ کی بہت تعریف کی۔

ہمارے والد صاحب کی بڑی خواہش تھی کہ ہم دونوں بھائی علم حاصل کریں اور دین کے خادم بنیں۔ چنانچہ پرائمری کرنے کے بعد آپ نے 1926ء میں ہمیں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل کرا دیا۔ ہم روزانہ پیدل آیا جایا کرتے تھے۔ سحری کے وقت گاؤں سے چلتے اور سورج نکلنے پر قادیان پہنچ جاتے۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے والد صاحب دو اڑھائی میل ہمارے ساتھ آیا کرتے تھے۔ ابھی ہم مدرسہ احمدیہ کلاس پنجم میں تھے کہ والد صاحب فوت ہو گئے۔ پھر ہم اکیلے آیا جایا کرتے تھے۔ مدرسہ احمدیہ کی سات کلاسیں پاس کر کے ہم جامعہ احمدیہ قادیان میں داخل ہو گئے۔ دو سال جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی اور میں نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ میں اکثر اساتذہ کرام حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ تھے۔ جو صحابہ نہیں تھے وہ بھی اُنہی کے رنگ میں رنگین تھے۔ ان کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ عزم اور ہمت کے پہاڑ تھے اور روشنی کے مینار تھے۔

میں نے مولوی فاضل پاس کرنے کے بعد پرائیویٹ طور پر میٹرک کا امتحان بھی پاس کیا۔

میرے والد صاحب علم دوست آدمی تھے۔ گھر میں مختصر سی لائبریری تھی۔ ایک الماری کتابوں کی بھری ہوئی تھی جس میں گلستان، بوستان اور تفسیر محمدی منظوم بزبان پنجابی اور دوسری مذہبی کتب تھیں۔ قرآن مجید کا کافی حصہ سورۃ یوسف اور بہت سی سورتیں یاد تھیں۔ تہجد میں خوب پڑھا کرتے تھے۔ علم حاصل کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ ہمیں کہتے کہ مدرسہ احمدیہ میں آپ حدیث اور جو دینی سبق پڑھ کر آئیں وہ مجھے روزانہ پڑھا دیا کرو۔

آپ کو حضرت مصلح موعودؓ، قادیان اور اہالیان قادیان کے ساتھ عشق تھا۔ 26-1925ء میں آپ کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ قادیان والوں کو گنے کا رس پلاؤں۔ چنانچہ گنوں کا گڈا بھر کر ہم دونوں بھائیوں کو ساتھ لے کر قادیان لائے۔ یہاں سکھوں کا گنے کرش کرنے کا بیلنا تھا۔ وہاں ہم نے بیل ہانک کر رَس نکالنا شروع کر دیا اور اردگرد کے گھروں میں اعلان کرا دیا کہ بیلنے پر آکر رس لے جائیں۔ لوگ برتن لے کر آتے اور بھر کر رَس لے جاتے۔

## محترم مولانا جلال الدین قمر صاحب

جماعت احمدیہ کے عربی رسالہ ''التقویٰ'' لندن دسمبر 2006ء میں محترم مولانا جلال الدین قمر صاحب کے بارہ میں مکرم موسیٰ اسعد عودہ صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کا اردو ترجمہ مکرم پروفیسر سلطان اکبر صاحب کے قلم سے روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7/جون 2007ء کی زینت ہے۔

ہمارے محبوب و معزز استاد مولانا جلال الدین قمر صاحب نے ہمارے درمیان اپنی زندگی کا کچھ عرصہ بسر کیا اور ہمیں نورانی راستوں پر چلانے اور ہمارے دلوں میں عقائد و اصول اور جماعت احمدیہ کے ساتھ وابستگی پر فخر کرنے کے بیج بونے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ایسا ہی آپ نے ہمیں ''مطالبہ تحریک جدید'' کے مطابق سادہ زندگی اختیار کرنے کا شوق بھی دلایا۔ آپ ان سب امور میں حضرت مصلح موعودؓ کو روشنی کا مینار تصور کرتے ہوئے حضورؓ کی ہدایات کی روشنی میں اپنے سب فرائض بجالاتے تھے۔ کیونکہ آپ کا دل، حضور کی محبت سے سرشار تھا۔

آپ 1955ء میں محترم مولانا محمد شریف صاحب کے جانشین کے طور پر یہاں تشریف لائے۔ آپ بھرپور نوجوان اور جرأتمندی کے جذبہ سے سرشار تھے۔ آپ نے سب سے پہلے ذیلی تنظیموں کو ازسرنو زندہ کیا۔ پھر بطور نگران خدام کی ادبی اور اجتماعی سب سرگرمیوں میں شامل ہوتے رہے اور 'احمدیہ دارالتبلیغ' کی عمارت خدام کے خرچ اور ان کے وقار عمل کے ساتھ تعمیر کی۔ تعمیراتی شوق کے ساتھ ساتھ آپ علمی امور کے بھی دلدادہ تھے۔ چنانچہ ''مدرسہ احمدیہ'' جو کہ 1948ء سے تعطل کا شکار تھا، اسے دوبارہ قائم کیا اور مسجد کے اردگرد نیز مسجد کے اندر بھی لڑکوں اور لڑکیوں کے پڑھانے کے لئے مختلف جگہوں کو ترتیب دیا۔ حتیٰ کہ حالات کے سازگار ہونے پر اس مدرسہ کے لئے ایک مستقل عمارت تعمیر کرنے کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی۔ اور ایک بہت بڑے مجمع عوام اور علاقے کی عظیم شخصیات کے ساتھ اس مدرسہ کا افتتاح کیا گیا۔ عرصہ دراز تک، آپ کی زیرنگرانی یہ مدرسہ اپنے حجم میں چھوٹا ہونے کے باوجود علاقے کے عربی مدارس میں بہترین مدرسہ شمار ہوتا رہا۔

احمدیہ مشن ہاؤس اور مدرسہ احمدیہ کی عمارات کی تکمیل کے بعد آپ نے کبابیر میں نئی مسجد کی تعمیر پر کام شروع کروایا۔ کئی خوبصورت ڈیزائن تیار کروائے اور اس شاندار مقصد کے حصول کے لئے فنڈز جمع کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ اسی دوران حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو واپس ربوہ آنے کا ارشاد فرمایا کیونکہ آپ کی بوڑھی والدہ بارہ سال سے اپنے اس بیٹے کی ملاقات کے لئے بیقرار تھیں۔

آپ کبابیر سے روانہ ہونے لگے تو مَیں نے ''مدرسہ احمدیہ'' کی سنگ مرمر کی اس تختی کی طرف اشارہ کیا جس پر ''مدرسہ احمدیہ'' کا نام کندہ تھا۔ وہ ''مدرسہ'' جس کا وجود آپ کی مساعی جمیلہ، مستقل مزاجی اور انتہائی دانشمندی کا مرہون منت تھا۔ اس لئے میں نے فرمائش کی کہ ہم آپ کا نام اس تختی پر کندہ کرا دیتے ہیں۔ آپ نے جواباً مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: پیارے دوست! میں اس لئے کام نہیں کرتا کہ کسی جگہ میرے نام کو دوام ہو...... یہ تمہاری سوچ ہے تم جانو تمہارا کام!۔ پس ہمارے استاد جلال الدین قمر کا نام اس تختی پر تو موجود نہیں۔ لیکن ہمارے دلوں کی گہرائیوں میں وہ کندہ ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23/جنوری 2007ء میں ''مرد وفا'' کے عنوان سے مکرم ملک منیر احمد ریحان صابر صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے، اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

وہ جو تھا ایک مرد وفا شہر میں
سایہ سایہ تھی جس کی دعا شہر میں
وہ نفس در نفس دھڑکنوں کی صدا
جس کو کہتے تھے درد آشنا شہر میں
وہ حوادث میں سینہ سپر ہوگیا
وہ جو فرقت کے شعلوں میں جلتا رہا
دے گیا درسِ صبر و رضا شہر میں
اُن کے جانے سے صابر کہے برملا
دل نے دیکھی ہے اِک کربلا شہر میں

# Muslim Television Ahmadiyya
# Weekly Programme Guide

**11th April 2008 – 17th April 2008**

*Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344*

## Friday 11th April 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat, & MTA News
00:40 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to India.
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking Guests. Recorded on 17th March 1998.
02:25 Al Maa'idah
02:40 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd December 1997.
03:50 Seerat-un-Nabi (saw)
04:45 Mosha'airah: an evening of poetry
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class with Huzoor, recorded on 11th November 2007.
08:25 Siraiki Service: a discussion in Siraiki on the life of the Holy Prophet Muhammad (saw)
09:00 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 22nd March 1994.
10:10 Indonesian Service
11:15 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
13:20 Tilaawat & MTA News
14:05 Dars-e-Hadith
14:30 Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:55 Friday Sermon [R]
17:15 Spotlight: An Interview with Brigadier Ijaz Ahmad Khan, Hosted by Mahmud Jawaid Asad. Part 1.
18:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 87
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA International News Review Special
21:20 MTA Travel: Gardens of Casa Loma
21:45 Friday Sermon [R]
23:00 Urdu Mulaqa'at: Session no. 7 [R]

## Saturday 12th April 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 87
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 24th March 1998.
02:30 Friday Sermon: recorded on 11th April 2008.
03:45 Spotlight: An Interview with Brigadier Ijaz Ahmad Khan, hosted by Mahmud Jawaid Asad.
04:30 Gardens of Casa Loma
05:05 Urdu Mulaqa'at: Session no. 7, recorded on 22nd March 1994.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Children's Class with Huzoor, recorded on 2nd December 2007.
08:15 Ashab-e-Ahmad
08:45 Friday Sermon: recorded on 11th April 2008 [R]
10:00 Indonesian Service
10:55 French Service
12:00 Tilaawat & MTA News
12:50 Bangla Shomprochar
13:50 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
14:50 Children's Class [R]
16:00 Pakistan National Assembly 1974: An Urdu programme with Dost Muhammad Shahid.
17:05 Ashab-e-Ahmad
17:30 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st October 1991. Part 2.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 International Jama'at News
21:05 Children's Class [R]
22:15 Pakistan National Assembly 1974: An Urdu programme with Dost Muhammad Shahid.
23:15 Friday Sermon: recorded on 11th April 2008 [R]

## Sunday 13th April 2008

00:20 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 25th March 1998.
02:30 Ashab-e-Ahmad
03:20 Friday Sermon: recorded on 11th April 2008
04:25 Mosha'airah: an evening of poetry focusing on the Khilafat Jubilee.
05:30 Ken Harris Oil Painting
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 17th November 2007.
08:10 MTA Travel: Gardens of Casa Loma
08:40 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to India.
09:30 Learning Arabic: lesson no. 19.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 26th January 2007.
12:05 Tilaawat & MTA News
12:55 Bengali Reply to Allegations: discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
13:55 Friday Sermon: Rec. 11th April 2008.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:00 Pakistan National Assembly 1974: An Urdu programme with Dost Muhammad Shahid.
17:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 6th May 1984.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA International News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:05 Pakistan National Assembly 1974 [R]
23:10 Seerat-un-Nabi (saw)

## Monday 14th April 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:10 MTA Travel: Gardens of Casa Loma
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 26th March 1998.
02:30 Friday Sermon: recorded on 11th April 2008
03:35 Learning Arabic: lesson no. 19
04:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 6th May 1984.
05:20 Seerat-un-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class held with Huzoor. Recorded on 12th January 2008.
08:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 96
08:30 Spotlight: Urdu speech delivered by Mir Mehmood Ahmad Nasir on the Character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 25th January 1999.
10:00 Indonesian Service
11:20 Medical Matters
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
12:55 Bangla Shomprochar
13:55 Le Francais C'est Facile: lesson no. 96
14:15 Friday Sermon: recorded on 23/02/2007
15:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
16:30 Rencontre Avec Les Francophones [R]
17:35 Medical Matters
18:30 Arabic Service: a discussion on the topic of Hijab, hosted by Maha Dabbous.
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 31st March 1998.
20:30 Spotlight [R]
20:55 MTA International Jama'at News
21:30 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
22:35 Friday Sermon [R]
23:25 Medical Matters [R]

## Tuesday 15th April 2008

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:15 Le Francais C'est Facile: lesson no. 96
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 31st March 1998.
02:35 Friday Sermon: rec. 23rd February 2007.
03:45 Medical Matters
04:20 Rencontre Avec Les Francophones
05:20 Spotlight
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor, recorded on 24th November 2007.
08:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 11th May 1984.
09:00 The Role of Islam in European Enlightenment.
09:30 MTA Travel: Al Hambra Palace, Spain.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:00 Tilaawat, Dars & MTA News
13:00 Bangla Schomprochar
14:05 Jalsa Salana France 2004: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 26th December 2004.
15:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:20 Question and Answer session [R]
17:30 Friday Sermon: recorded on 11th April 2008.
18:30 Arabic Service
19:35 The Role of Islam in European Enlightenment [R]
20:00 MTA Travel: Al Hambra Palace [R]
20:30 MTA International News Review Special
21:15 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:40 Jalsa Salana France 2004 [R]

## Wednesday 16th April 2008

00:00 Tilaawat, Dars & MTA News
01:00 Learning Arabic: lesson no. 20
01:45 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 1st April 1998.
03:00 The Role of Islam in European Enlightenment
03:30 MTA Travel: Al Hambra Palace
03:55 Question and Answer Session
05:00 Jalsa Salana France 2004: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 26th December 2004.
06:05 Tilaawat, Dars-e-hadith & MTA News
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class with Huzoor recorded on 25th November 2007.
08:35 Seerat Hadhrat Masih Maood (as)
09:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th May 1984.
10:05 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
12:00 Tilaawat & MTA News
12:55 Bangla Shomprochar
14:05 From the Archives: Friday sermon recorded on 7th February 1986.
15:20 Jalsa Salana UK: speech delivered by Aftab Ahmed Khan at Jalsa Salana UK 1990.
15:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
17:00 Khilafat Jubilee Quiz
17:40 Question and Answer Session: recorded on 12th May 1984 [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 2nd April 1998.
20:30 MTA International Jamaat News
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
22:15 Australian Documentary [R]
22:45 From the Archives: Friday sermon recorded on 7th February 1986. [R]

## Thursday 17th April 2008

00:00 Tilaawat, Documentary & MTA News Review
01:00 Hamaari Kaenaat: A series of programmes about the universe.
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 2nd April 1998.
02:45 Australian Documentary
03:00 Seerat Hadhrat Masih Maood (as)
03:25 From the Archives
04:35 Khilafat Jubilee Quiz
05:20 Jalsa Salana UK: speech delivered by Aftab Ahmed Khan at Jalsa Salana UK 1990.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor, recorded on 1st December 2007.
08:05 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session no. 22, recorded on 25th June 1994.
09:20 Indonesian Service
10:30 Seerat-un-Nabi (saw): speech delivered by Muhammad Ikram Nasir on the topic of the Holy Prophet Muhammad's (saw) sympathy for mankind.
11:40 Pushto Service: selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw).
12:00 Tilaawat, Dars & MTA News
12:55 Bangla Shomprochar: Bengali translation of Friday sermon recorded on 11th April 2008.
14:05 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 219, recorded on 9th December 1997.
15:05 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
16:15 English Mulaqa'at: Session no. 22, recorded on 25th June 1994 [R]
16:15 Mosha'airah: an evening of poetry [R]
18:30 Arabic Service: Al Hiwar Al Mubashar: Arabic discussion programme hosted by Muhammad Sharif, recorded on 6th March 2008.
20:30 MTA Interntional News Review
21:05 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to India
21:40 Tarjamatul Qur'an Class: Class no. 219, recorded on 9th December 1997.
23:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT***

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 15 | Friday 04 April, 2008 | Issue No. 14

# حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

## شان احمدیت کی جلوہ گری عصرنو کا اہم ترین تقاضا

یہ بات شاید ایک سربستہ راز سے کم نہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اگرچہ اپنی پیاری جماعت کی مردم شماری میں ’’احمدی مذہب کے مسلمان‘‘ یا ’’مسلمان فرقہ احمدیہ‘‘ لکھوانے کا اشتہارِ عام 4/نومبر 1900ء کو دیا مگر حضور انور دعویٰ مسیح موعود کے اوائل ہی سے اپنے جانثار عشاق کو ’’فرقہ احمدیہ‘‘ سے ہی موسوم فرماتے آرہے تھے جس کا دستاویزی ثبوت حضورؑ کا مئی 1893ء کا وہ اشتہار ہے جو ڈاکٹر پادری کلارک کے نام شائع ہوا جس کے آخر میں واضح الفاظ میں بتایا:

’’ڈاکٹر صاحب کو واضح رہے کہ فرقہ احمدیہ ہی سچے مسلمان ہیں جو خدا تعالیٰ کی کلام میں انسان کی رائے کو نہیں ملاتے اور حضرت مسیحؑ کا درجہ اسی قدر مانتے ہیں جو قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 6صفحہ50)

ہمارا ایمان اس خالص تصرف الٰہی سے یقین کی رفعتوں کو چھونے لگتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ بھٹو اسمبلی کی قرار داد 7/ستمبر 1974ء میں ہر احمدی کو احمدی کہلانے کی اجازت دی تھی جس کے معنی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی وضاحت کے مطابق سچے مسلمان کے ہیں۔

مسلماں تو وہ ہیں جو ہیں مسلماں علمِ باری میں
کروڑوں یوں تو ہیں لکھے ہوئے مردم شماری میں

(اکبر الٰہ آبادی)

اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے احمدیت کی خلعت فاخرہ کی شان دکھلانے اور اس آسمانی تاج کے تقاضوں کا والہانہ تذکرہ سنئے۔ فرمایا:

’’ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ بھی تھے اور مثیل عیسیٰ بھی۔ موسیٰ جلالی رنگ میں آیا اور جلال اور الٰہی غضب کا رنگ اس پر غالب تھا۔ مگر عیسیٰ جمالی رنگ میں آیا تھا اور فروتنی اس پر غالب تھی۔ سو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مکّی اور مدنی زندگی میں یہ دونوں نمونے جلال اور جمال کے ظاہر کر دئے اور پھر چاہا کہ آپ کے بعد آپ کی فیض یافتہ جماعت بھی جو آپ کے روحانی وارث ہیں انہی دونوں نمونوں کو ظاہر کرے۔ سو آپ نے محمدی یعنی جلالی نمونہ دکھلانے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا کیونکہ اس زمانہ میں اسلام کی مظلومیت کے لئے یہی علاج قرین مصلحت تھا۔ پھر جب وہ زمانہ جاتا رہا اور کوئی شخص زمین پر ایسا نہ رہا کہ مذہب کے لئے اسلام پر جبر کرے اس لئے خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا یعنی جمالی رنگ دکھلانا چاہا۔ تو اس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے اور خدا نے تمہیں اس عیسیٰ احمد صفت کے لئے بطور اعضا کے بنایا۔ سو اب وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا حُسن اور جمال دکھلاؤ۔ چاہئے کہ تم میں خدا کی مخلوق کے لئے عام ہمدردی ہو اور کوئی چھل اور دھوکا تمہاری طبیعت میں نہ ہو۔ تم اسم احمد کے مظہر ہو۔ سو چاہئے کہ دن رات خدا کی حمد وثنا تمہارا کام ہو اور خادمانہ حالت جو حمد ہونے کے لئے لازم ہے اپنے اندر پیدا کرو‘‘۔

پھر فرمایا:

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شان محبّیت بھی تھی جس کا اسم احمد مقتضی ہے کیونکہ حامد کے لئے محبّ ہونا ضروری ہے۔ ہر ایک شخص کسی کی سچی اور کامل تعریف تبھی کرتا ہے جبکہ اس کا محبّ بلکہ عاشق ہو اور عاشق اور محبّ ہونے کے لئے فروتنی لازم ہے اور یہی جمالی حالت ہے جو حقیقت احمدیہ کو لازم پڑی ہوئی ہے۔ محبوبیت جو اسم محمد میں مخفی تھی صحابہ کے ذریعہ سے ظہور میں آئی اور جو لوگ ہتک کرنے والے اور گردن کُش تھے محبوب الٰہی ہونے کے جلال نے اُن کی سرکوبی کی۔ لیکن اسم احمد میں شان محبّیت تھی یعنی عاشقانہ تذلل اور فروتنی۔ یہ شان مسیح موعود کے ذریعہ سے ظہور میں آئی۔ سو تم شانِ احمدیت کے ظاہر کرنے والے ہو۔ لہٰذا اپنے ہر ایک بیجا جوش پر موت وارد کرو اور عاشقانہ فروتنی دکھلاؤ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ آمین‘‘۔

(اربعین نمبر4، روحانی خزائن جلد 17صفحہ446تا 448)

✽✽✽✽✽

## منصب کسر صلیب کا فیضان

حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف ’’ایام الصلح‘‘ کا ایک بصیرت افروز اقتباس:

’’حدیث یَکْسِرُ الصَّلِیْب کا اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس مسیح موعود کے ظہور تک عیسائی مذہب خوب ترقی کرتا جائے گا اور ہر طرف پھیلے گا اور بڑی قوت اور شوکت اس میں پیدا ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ مذاہب کے حصوں میں سے ایک بڑا حصہ ٹھیر جائے گا۔ لیکن جب مسیح موعود کا ظہور ہوگا تب وہ دن عیسائی مذہب کے لئے تنزّل کے ہوں گے اور خدا تعالیٰ ایسی ہوا چلائے گا اور ایسا فہم و فراست دلوں میں پیدا کرے گا جس سے تمام سلیم دل سمجھ جائیں گے کہ انسان کو خدا بنانا غلطی اور کسی کی پھانسی سے حقیقی نجات ڈھونڈنا خطا ہے۔ اور ان دنوں میں یہ امر ثابت بھی ہو گیا کیونکہ بڑے بڑے پادری صاحبوں نے یہ اشتہار شائع کر دئے ہیں کہ اس زمانہ میں یکدفعہ عیسائی مذہب تنزل کی صورت میں آگیا ہے اور اسلام کے مقابل پر اگر دیکھا جائے تو باوجود کروڑہا روپیہ خرچ کرنے کے اسلام دن بدن ترقی میں بڑھا ہوا ہے اور یورپ کے روشن دماغ لوگ تثلیثی مذہب سے نفرت کرتے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس ملک میں بھی چوہڑوں چماروں کی طرف توجہ کرنی پڑی۔ اور حدیثوں میں جو ہے کہ مسیح موعود صلیب کو توڑے گا اس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ درحقیقت صلیب کی صورت کو توڑے گا بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہ ایسے دلائل اور براہین ظاہر کرے گا جن سے صلیبی اصول کی غلطیاں ظاہر ہو جائیں گی اور دانشمند لوگ اس مذہب کا کذب یقین کر جائیں گے۔ اور اس حدیث میں یہ صاف اشارہ ہے کہ اس مسیح موعود کا زمانہ ہی ایسا زمانہ ہوگا کہ صلیبی مذہب کا بطلان دن بدن کُھلتا جائے گا اور خود بخود لوگوں کے خیال اس طرف منتقل ہوتے جائیں گے کہ مذہب تثلیث باطل ہے۔ ایسا اعتقاد سچائی کا خون کرنا ہے کہ اس وقت عیسائیوں کے ساتھ لڑائیاں ہوں گی۔ اسلام اور قرآن نے کبھی اور کہیں اجازت نہیں دی کہ جو لوگ صرف زبان سے اور مال سے اپنے دین کو ترقی دیتے ہیں اور مذہب کے لئے لڑائی نہیں کرتے ان سے لڑائی کی جائے۔ یہ خیالات قرآنی تعلیم کے سخت مخالف ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمارے علماء کی حالت پر رحم کرے وہ کیسی غلطی پر ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ مسیح کے وقت اسلام محض اپنی روحانی طاقت سے ترقی کرے گا اور اپنی تریاقی قوت سے زہریلے مواد کو دور کر دے گا۔ اور مسیح موعود کے ظہور کے ساتھ آسمان سے ایسے فرشتے دلوں میں سچائی کا القا کرنے والے نازل ہوں گے کہ جو خیالات کو تبدیل کر دیں گے۔ اسی لئے لکھا ہے کہ مسیح موعود دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوگا۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ اس کے ظہور کے ساتھ ملائک کے تصرفات شروع ہو جائیں گے اور لوگ رفتہ رفتہ خواب غفلت سے جاگتے جائیں گے اور چونکہ یہ سب کچھ مسیح کے ظہور کے ساتھ شروع ہو جائے گا اس لئے یہ تمام کارروائی کسر صلیب کی مسیح موعود کی طرف منسوب ہوگی اور کفر کے مقابلہ پر مثلاً زید یا بکر یا خالد یا کوئی اور شخص جو کچھ عمدہ معارف بیان کرے گا وہ سب معارف مسیح موعود کے طفیل ہوں گے اور اس کی طرف منسوب کئے جائیں گے کیونکہ وہی ہے جس کے ساتھ فرشتے آئے اور وہی ہے جو روحانی انوار کے لحاظ سے آسمان سے نازل ہوا اور وہی ہے جو باز کی طرح دمشقی تثلیث کے شکار کے لئے اترا لیکن نہ سختی سے بلکہ امن اور صلحکاری سے‘‘۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14صفحہ285-286)

✽✽✽✽✽

## خلفاء احمدیت سے بیعت کے عالمی برکات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے 23/مارچ 1889ء کو جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور اس مقدس اور پاک گروہ کے مقاصد اور اس میں سلسلہ بیعت کی مستقبل میں ظاہر ہونے والی برکات کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں فرمایا جو قیامت تک نظام خلافت کی برکت سے دنیا بھر کے ہر احمدی کو عطا ہوں گے۔ حضور نے 4/مارچ 1889ء کو تحریر فرمایا:

’’یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔ اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت وعظمت ونتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک ومقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ نشینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں۔ بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں، یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے‘‘۔

دنیا کے ایک سرے سے دوسرے تک کیا کوئی ماں کا بیٹا ہے جو خلافت احمدیہ کے زریں عہد میں برپا ہونے والے بین الاقوامی انقلاب کا انکار کر سکے۔ کوئی نہیں، ایک بھی نہیں۔ اب انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق مہدیٔ آخرالزماں میں ان فارسی اشعار میں دی تھی۔

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

یعنی ہمارا جھنڈا ہر سعادتمند کی پناہ گاہ ہے۔ اور ایک واضح اور کھلی کھلی فتح کی خبر ہمارے نام ہوگی۔

✽✽✽✽✽